SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو، وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے... مارگریٹ میڈ

شہری

برائے بہتر ماحول

جنوری تا جون 2001ء

اندرونی صفحات پر

- صحت مند شہر
- نئی صدی میں کرہ ارض کا تحفظ
- عالمی یوم خواتین
- توانائی کے لئے متبادل ذرائع

کیرتھر نیشنل پارک بے توجہی کا شکار ہے

سندھ جنگلی حیات تحفظ آرڈی نینس کے مطابق قومی باغات میں کھدائی اور معدنیات کی تلاش ممنوع ہے

وفاقی وزارت برائے پیٹرولیم و قدرتی ذرائع سے منسلک ایک ادارے پیٹرولیم کنسیشنز کے جنرل ڈائریکٹریٹ نے پریمیئر آئل گروپ کو 1997ء میں ڈمبر بلاک میں گیس اور تیل کو تلاش کرنے کی اجازت دی تھی۔ بعد میں پریمیئر آئل کا شیل آئل کے ساتھ الحاق ہو گیا اور پریمیئر شیل پاکستان گروپ وجود میں آیا۔

ڈمبر بلاک کا 90 فیصد حصہ کیرتھر نیشنل پارک پر مشتمل ہے۔ کیرتھر نیشنل پارک (کے این پی) ملک کا سب سے بڑا قومی پارک ہے۔ سندھ وائلڈ لائف ڈپارٹمنٹ نے اسے 1974ء میں ایک قومی پارک کا درجہ دیا تھا۔ یہ پاکستان کا پہلا پارک ہے جسے 1975ء میں اقوام متحدہ کی قومی پارکوں کی فہرست میں شامل کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ

کیرتھر عالمی تحفظ یونین کے مقرر کردہ سخت معیار پر محفوظ علاقہ درجہ دوم کے لئے پورا اترتا ہے۔

کے این پی کراچی کے شمال میں 80 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ حیاتیاتی تنوع کے علاوہ اس علاقے میں ساڑھے تین ہزار برس قبل مسیح سے تعلق رکھنے والے آثار قدیمہ بھی پائے جاتے ہیں۔ وسیع و عریض قطعات پر پھیلا ہوا ایک تاریخی قلعہ رنی کوٹ

سٹیئرنگ کمیٹی برائے کیرتھر

- ورلڈ وائیڈ فنڈ فار نیچر۔ پاکستان
- سسٹین ایبل ڈیولپمنٹ پالیسی انسٹیٹیوٹ (ایس ڈی پی آئی)
- سنگی ڈیولپمنٹ
- شہری۔ سٹیزنز فار بیٹر انوائرمنٹ
- شرکت گاہ
- کریڈ الائینس
- پائلر
- کراچی ایڈمنسٹریشن ویمن ویلفیئر سوسائٹی (کے اے ڈبلیو ڈبلیو ایس)
- عورت فاؤنڈیشن
- اربن ریسورس سینٹر (یو آر سی)
- ادارہ امن و انصاف (آئی ڈی اے آر اے)
- ساؤتھ ایشیا پارٹنرشپ۔ پاکستان
- سندھ گریجویٹس ایسوسی ایشن

شہری

جی 206 بلاک 2۔ پی ای سی ایچ ایس
کراچی۔ پاکستان
ٹیلی فون/فیکس 92-21-453-0646
E-mail: Shehri@onkhura.com
(Web site) URL:http://www.
onkhura.com/shehri

ایڈیٹر : بینا صدیقی
انتظامی کمیٹی:
چیئر پرسن : قاضی فائز عیسیٰ
وائس چیئر پرسن : وکٹوریہ ڈی سوزا
جنرل سیکریٹری : امبر علی بھائی
خزانچی : حنیف۔ اے ستار
ارکان : نوید حسین، خطیب احمد
ایس رضا علی گردیزی
شہری اسٹاف:
کوآرڈی نیٹر : مسز منصور
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر: محمد ریحان اشرف
شہری ذیلی کمیٹیاں:
آلودگی کے خلاف : نوید حسین
تحفظ ورثہ: دانش آذر زوبی، حمیر ارحمٰن
میڈیا اور بیرونی روابط : حمیر ارحمٰن،
حسن جعفری، فرحان انور
قانون: قاضی فائز عیسیٰ، امبر علی بھائی،
رولینڈ ڈی سوزا، وکٹوریہ ڈی سوزا،
خطیب احمد
پارکس اور تفریح : خطیب احمد
اسلحہ سے پاک معاشرہ : نوید حسین،
قاضی فائز عیسیٰ
مالی حصول : تمام ارکان
ذیلی کمیٹیوں کی رکنیت شہری برائے بہتر ماحول کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔
ایڈیٹر/ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔
لے آؤٹ اور ڈیزائن: زیڈ یو لالہ
پروڈکشن: انٹر پریس کمیونیکیشن (IPC)

مالی تعاون: فریڈرک نومان فاؤنڈیشن

رکن IUCN دی ورلڈ کنزرویشن یونین

بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ پارک کا علاقہ چار اہم آبی گزرگاہوں کے پن دھارے کی حیثیت سے بھی فرائض انجام دیتا ہے۔ یہ آبی گزرگاہیں کراچی و حیدرآباد کی ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ مثلاً حب، باران، مول اور ملیر نامی دریا۔

لیکن اس وقت باعث پریشانی پارک کی قانونی حیثیت کا مسئلہ ہے۔ سندھ جنگلی حیات تحفظ آرڈی نینس 1972ء کے مطابق صوبہ سندھ کے تمام قومی باغات میں کھدائی اور معدنیات کی تلاش کی تمام سرگرمیاں ممنوع ہیں۔ حکومت سندھ کے ایک اعلان 1997ء اور سندھ جنگلی حیات کے ترمیمی بل سے اس قانون میں مزید اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ بالکل واضح ہے کہ تیل و گیس کی تلاش کا یہ لائسنس قطعی طور پر ایک غیر قانونی فعل ہے۔

صرف اسی وجہ سے جب پریمیئر گروپ نے سندھ جنگلی حیات کے محکمے (SWD) سے علاقے تک رسائی حاصل کرنے کے لئے رابطہ کیا تو ایس ڈبلیو ڈی کے حکام نے اس اقدام کے خلاف مزاحمت کی اور بین الاقوامی یونین برائے تحفظ فطرت (آئی یو سی این) پاکستان سے بھی ماہرانہ رہنمائی حاصل کرنے کے لئے رابطہ قائم کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ ایس ڈبلیو ڈی بعد میں اس بدقسمت باب کا ایک اہم حصہ بن گیا وہ ایک الگ کہانی ہے۔

جب ایس ڈبلیو ڈی نے آئی یو سی این سے رابطہ قائم کیا تو ماحولیاتی گروپوں نے بھی برابر کا ساتھ دیا۔ آئی یو سی این پاکستان نے اپنی پاکستان نیشنل کونسل ممبر شپ کے اندر کیرتھر پر ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی۔ پھر اس ذیلی کمیٹی کو سٹیرنز کمیٹی برائے کیرتھر بنانے

جالیہ سروے کے مطابق پارک میں انواع کی دوسو سے زیادہ اقسام پائی جاتی ہیں

کے لئے وسعت دی گئی کیونکہ زیادہ سے زیادہ غیر سرکاری تنظیمیں (این جی اوز) اس مہم کا حصہ بن گئیں تھیں جو آئی یو سی این پاکستان کی رکن نہیں تھیں پھر وسیع تر اتحاد کے قیام کی ضرورت کو بھی محسوس کیا گیا۔ ابتداء میں آئی یو سی این نے تیل کمپنیوں اور حکومت کے ساتھ رابطہ قائم کرکے اپنے خدشات کا اظہار کیا۔ بحث و مباحثے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ پارک کا بنیادی مطالعہ کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے تاکہ پارک کی ایک فہرست تیار کی جاسکے۔ اس مطالعے کی بھی اجازت صرف اس لئے دی گئی تھی کہ پارک کا تفصیلی مطالعہ 1974ء میں کیا گیا تھا۔ جس کی بنیاد پر کیرتھر کو قومی پارک کا درجہ دیا گیا تھا۔ مجوزہ بی ایس کے نتائج کی بنیاد پر پارک کے لئے ایک انتظامی نصوبہ بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔

تیل اور گیس کی تلاش کے منصوبے کے تجویز کنندگان اور حمایتوں نے بیس لائین مطالعے کی بجائے ایک ماحولیاتی اثرات کا جائزہ (EIA) شروع کرنے پر اصرار کرنا شروع کردیا۔ شہری گروپوں نے اس اقدام کی مزاحمت کی ہے ایک ای آئی اے پروجیکٹ کا ایک انوٹ حصہ ہمیشہ رہتا ہے جس کے ماحولیاتی اثرات کا وہ جائزہ لیتا ہے۔ اس کیس میں زیر بحث منصوبہ واضح طور پر ایک غیر قانونی عمل ہے۔ اس لئے یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ اس کا ای آئی اے بھی غیر قانونی ہوگا اور یہ ایک بہت سادہ سی حقیقت ہے۔ حکومت اور تیل کمپنیاں اس بات پر اصرار کرتی ہیں کہ ای آئی اے مداخلت بے جا نہیں ہے یہ ایک سائنسی مطالعہ ہے اس لئے اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ شہری گروپ اس دلیل کو قبول نہیں کرتا۔

21/22 جنوری 2000ء کو ایک عوامی مشاورتی ورکشاپ کا انعقاد کراچی میں ہوا۔ جس میں بنیادی مطالعے کی حوالہ جاتی شرائط کو حتمی شکل دی گئی۔ ملبورن انٹر پرائزیز (MEI) ملبورن یونیورسٹی آسٹریلیا کی ایک تجارتی شاخ ہے جسے بنیادی مطالعہ کرنے

1973ء کے مطالعے و تحقیق کے مطابق پارک میں پائے جانے والے پودوں کی فہرست 200 سے کم اقسام کے پودوں پر مشتمل تھی۔ آج ہمارے پاس ایک اور فہرست موجود ہے جو 400 سے بھی زیادہ اقسام کے پودوں پر مشتمل ہے۔ پارک کے اندر پودوں کی تقریباً 500 اقسام اور صوبہ سندھ کے جانے پہچانے پھولوں کی تقریباً ایک ہزار سے زیادہ اقسام پائی جاتی ہیں۔ ہمیں یقین نہیں ہے کہ ہم نے پارک میں موجود تمام اقسام کا پتہ لگالیا ہے

ڈاکٹر نیل انزائیٹ۔ ٹیم لیڈر
کیرتھر بیس لائین اسٹڈی
ایم ای آئی یونیورسٹی آف ملبورن۔ آسٹریلیا

کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ اس نے اپنی تحقیق پیش کی۔ اس ورکشاپ میں جو بنیادی عہد کئے گئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

- کسی ای آئی اے کی تجویز پر غور نہیں کیا جائے گا۔ صرف بنیادی مطالعے کے نتائج پر غور و خوض کے بعد ہی متعلقہ ادارے پارک کے کسی مستقبل کے انتظامی منصوبے کی بنیاد کو تشکیل دیں گے۔

کیونکہ بی ایس کے لئے فنڈز پریمیئر ۔شیل گروپ نے فراہم کئے تھے اس لئے شہری گروپ نے اس پر نظر رکھنے کے لئے کئی اقدامات تجویز کئے جنہیں حکومت نے قبول کرلیا۔

ان میں مندرجہ ذیل شامل ہیں۔

- پروجیکٹ اسٹیئرنگ کمیٹی (PSC) کی تشکیل جو تمام متعلقہ اداروں پر مشتمل ہو۔ پی ایس سی مطالعے کے تمام پہلوؤں کی نگرانی کرنے کی ذمہ دار ہوگی جس میں منصوبے کے لئے کام کرنے والے افراد کو منظور کرنے سے لے کر فنڈز کی منظوری اور اجراء سبھی شامل ہیں۔
- ایک تیکنیکی مشاورتی گروپ کا قیام عمل میں لایا جائے گا جو تیکنیکی غلطیوں پر نظر رکھے گا اور پی ایس سی (PSC) کو رپورٹ کرے گا۔
- بی ایس کے نتائج عوام کے سامنے رکھے جائیں گے۔

اس وقت سے اب تک ٹوٹے ہوئے وعدوں اور ذمہ داریوں کی ایک طویل سرگزشت ہے جو پروجیکٹ کے حامیوں کی جانب سے آج تک جاری ہے۔ آیئے اس فہرست کا ہم مختصراً جائزہ لیں۔

- پی ایس سی کو پروجیکٹ کی ابتداء سے ہی کام شروع کرنا تھا لیکن اس کا اعلان شہری گروپوں کے شدید دباؤ کے بعد گزشتہ ستمبر میں کیا گیا اور پہلی مرتبہ 22 ستمبر 2000ء کو اس کا پہلا اجلاس ہوا جبکہ مطالعے کا آغاز نو ماہ قبل جنوری میں کیا گیا تھا۔ پھر بھی جب اس کا قیام عمل میں آیا تو اس کے اجزائے ترکیبی ایسے تھے کہ شہری گروپوں نے اسے فوری طور پر رد کردیا۔

- ٹیگ کا اجلاس صرف ایک بار منعقد ہوا وہ بھی غیر رسمی طور پر ایک پارک میں ہوا اس کی رپورٹ بھی پی ایس سی کو نہیں دی جاسکی کیونکہ پی ایس سی کا وجود ہی اس وقت تک نہیں تھا۔
- مطالعے کے نتائج کو عوام کے سامنے پیش نہیں کیا گیا شہریوں کے بے حد دباؤ پر ابتدائی نتائج صرف آئی یو سی این اور ڈبلیو ڈبلیو ایف کو فراہم کئے گئے جو کسی بھی طرح شہریوں کی نمائندگی نہیں کرتے۔
- ایک اور دلچسپ بات بنیادی مطالعے کا معاہدہ سہ راہی معاہدہ ہے۔ ایم ای آئی کو یہ تحقیقی مطالعہ سرانجام دینا ہے۔ پی ایس پی فنڈز مہیا کرنے والے ہیں اور این ڈبلیو ڈی کو حکومت سندھ کی نمائندگی کا کام سرانجام دینا ہے جو ایک مجاز اتھارٹی ہے۔ ابتداء میں جب معاہدہ تیار ہوا تھا تو اسے منظوری کے لئے وزارت قانون سندھ کو بھیجا گیا تھا۔ ان کے کچھ تحفظات تھے چنانچہ یہ این ڈبلیو ڈی کو تبصرے اور تشریح کے لئے بھیج دیا گیا، لیکن پروجیکٹ پر کام شروع کردیا گیا اور جب اعداد و شمار اکٹھا کرنے کا 70 فیصد کام مکمل ہوگیا تو این ڈبلیو ڈی نے آخرکار اگست میں اس پر دستخط کئے۔ اس وقت تک یہ ایک دو راہی معاہدہ تھا۔ ان سات آٹھ مہینوں کے دوران عوام کے مفادات کا تحفظ کون کر رہا تھا اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا۔
- اب ہم اصل تنازعہ کی جانب آتے ہیں این ڈبلیو حکام نے کراچی ورکشاپ میں یہ بات نہایت دوٹوک انداز میں کہی تھی کہ جب تک بنیادی نتائج کو جانچا نہیں جاتا اس وقت تک کسی بھی ای آئی اے کے بارے میں سوچا نہیں جاسکتا، لیکن پھر صرف ایک ماہ کے اندر ہی یعنی اپریل میں ای آئی اے کا آغاز ہوا اور اس پر آج تک کام جاری ہے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ بنیادی اسٹڈی کے مکمل ہونے سے پہلے ہی پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا اب کوئی اس قسم کے اعمال کی وضاحت کیسے کرسکتا ہے؟ اگرچہ کہ بی ایس اے دباؤ اور پابندیوں میں کئے جانے کے باوجود کیرتھر نیشنل پارک کی ایک بہت اچھی و مثبت تصویر پیش کرتا ہے۔ ڈاکٹر نیل انرایٹ آسٹریلین ٹیم کے لیڈر ہیں ان کے کہنے کے مطابق کیرتھر نیشنل پارک میں 200 نئی اقسام کا پتہ چلایا گیا ہے پی ایس سی کی پہلی میٹنگ میں ڈاکٹر نیل نے مزید کہا کہ انہیں کیرتھر میں ایک ایسا پودا ملا ہے جسے دنیا بھر میں اس سے پہلے دستاویز میں شامل نہیں کیا گیا تھا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب مطالعہ اور تحقیق شدید خشک سالی کے دوران کیا گیا تھا اس لئے یہ پارک کی اصل ماحولیاتی حیثیت کی سچی نمائندگی نہیں کرتی۔

کیرتھر پر بننے والی شہری کمیٹی کے بارے میں دو چیزیں نہایت واضح ہے۔ اول تو یہ سارا عمل ہی غیر قانونی ہے۔ واضح الفاظ اور غیر مبہم قانونی پابندیوں کے باوجود پہیلی کو بوجھنے کا عمل جاری و ساری ہے۔ متعلقہ قانون اور ترمیمات کو تسلیم نہیں کیا گیا یا بیشتر کو معمولی رکاوٹیں سمجھا گیا۔ ان سے کسی اور مناسب وقت پر نمٹنے کے لئے چھوڑ دیا گیا اور جب دباؤ ڈالا گیا تو وہی پرانی بھیک کے کٹورے کی دلیل دی گئی کہ ہماری معیشت بدحالی کا شکار ہے ملک کو غیر ملکی سرمایہ کاری، کی ضرورت ہے۔ ان تمام معاملات سے قطع نظر یہ حاکمیت کا ایک معاملہ ہے اگر قومی حاکمیت کا عمل کسی قابل ہوتا تو ہمیں ان مسائل کا سامنا ہی نہ ہوتا۔ اور جب حل تلاش کرنے کا وقت آتا ہے تو دوسرے راستے بھی نہیں بتاتی۔ کیا شہریوں کو ہمیشہ اپنی حکومتوں کی بدانتظامیوں کے لئے قیمت چکانی پڑے گی۔ ❖❖❖

شہری سرگرمیاں

صحتمند شہر کراچی منصوبہ

کراچی پر بنیادی تحقیقی رپورٹ کو متعارف کیا گیا

صحت مند شہر کراچی منصوبے پر کی گئی بنیادی تحقیق کی رپورٹ کو کراچی میں شہری معاشرے کے مختلف سیکٹروں کے نمائندوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ منصوبہ پارک یونیورسٹی ٹورنٹو کینیڈا کے کلیہ ماحولیاتی سائنسز کا تھا۔ شہری سی بی ای نے منصوبے کے لئے میزبان تنظیم کی حیثیت سے کام کیا۔

شہری سی بی ای کے چیئرپرسن قاضی فائز عیسٰی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔

جناب عیسٰی نے کہا کہ یہ منصوبہ شہری سی بی ای کی جانب سے ایک نئی پیش قدمی ہے کیونکہ شہر کو نچلی سطح پر جامع منصوبہ بندی اور شہر کے وسیع و عریض منصوبوں اور پیش قدمیوں پر عملدرآمد کے ذریعے درستگی اور بہتری کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کراچی کے شہریوں پر منحصر ہے کہ وہ جوش و جذبہ و تحریک مہیا کریں "ہم شکایت تو بہت کرتے ہیں لیکن اپنے مسائل کو حل کرنے میں فعال حصہ نہیں لیتے۔" جناب فائز عیسٰی نے مزید کہا کہ معاشرے میں بہت زیادہ مایوسی ناامیدی پائی جاتی ہے اور خودکشی کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔

جناب عیسٰی نے اس حقیقت پر اظہار افسوس کیا کہ لوگ اس قدر حوصلہ شکن ہیں کہ وہ بڑی تعداد میں امریکہ و کینیڈا جیسے ممالک کے لئے ہجرت کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں انسانی ذرائع کی ترقی میں بہت ہی کم سرمایہ کاری کی گئی ہے۔ اس حقیقت کا اظہار اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ ہم سے چھوٹے اور کمتر انسانی ذرائع رکھنے والے ممالک نے حالیہ اولمپک کھیلوں میں بہت زیادہ تمغے حاصل کئے اور ہم خالی ہاتھ واپس آئے تھے۔

انہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ صحت مند شہری منصوبہ مثبت تبدیلی کے ایک عمل کو متحرک کرسکتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس وقت ملک میں حاکمیت کی تمام سطحوں پر رابطے کا مکمل فقدان ہے۔ وزارت دفاع نے حال ہی میں ایک ایسی عمارت کو منہدم کردیا جسے ہیریٹیج ایکٹ (قانون ورثہ) کے تحت تحفظ حاصل تھا۔ جب اس بارے میں تفتیش کی گئی تو انہوں نے کہا کہ ان پر صوبائی قوانین کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اپنے خیالات کو سمیٹتے ہوئے انہوں نے کہا کہ فریئر ہال میں اجلاس کو منعقد کرنے کا پس منظر علامتی ہے۔ یہ ایک ایسی عمارت ہے جو کراچی کے قابل فخر ماضی کی نمائندگی کرتی ہے۔ یہ شاندار ڈھانچہ دو برسوں میں تعمیر ہوا تھا۔ اب ہم اس عمارت کی تعمیر کے سو برسوں بعد اس قابل ہیں کہ اعلیٰ سطحی کارکردگی پر فخر کرسکیں۔

تحقیقی رپورٹ کے صدر محقق محمد طارق خان نے نقشوں اور سلائیڈز کی مدد سے ہونے والے کام کو پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب انہوں نے اپنے کام کا آغاز کیا اور جن افراد سے ملاقات کی ان کی جانب سے

قاضی فائز عیسٰی چیئرپرسن شہری سی بی ای

فرحان انور ایگزیکٹو ممبر شہری سی بی ای

خاصے طنزیہ رویئے کا مظاہرہ ہوا تھا۔ ایک طریقے سے یہ رویہ بے حسی و کٹھور پن کا مظہر ہے، جو لوگوں میں پیدا ہوگئی ہے کہ بہتری کے لئے کچھ بھی تبدیل نہیں ہوگا اور حالات بد سے بدتر ہی ہوں گے۔ جناب خان نے صحت مند شہر کے تصور اور صحت کے ماڈل اور کمیونٹی ایکو سسٹم کا ایک تعارف پیش کیا ان کا مضمون ''شہر کی حالت'' کے موضوع پر تھا جس میں حاکمیت اور شہری معاشرہ، شہری معیشت، اہم خدمات اور بنیادی ڈھانچے، ماحولیاتی انتظام اور سماجی و معاشرتی حالات سے متعلق مسائل بھی شامل تھے۔

محمد طارق خان صدر محقق صحتمند شہر تحقیقی رپورٹ

جناب خان نے سڑکوں، پبلک ٹرانسپورٹیشن، پانی، صحت و صفائی اور ٹھوس فضلے کے انتظام کے علاقوں کی نشاندہی کی کہ جن کی فوری درستگی کی ضرورت ہے۔ انہوں نے ماحولیات کے انتظام کے مسئلے پر ثقافتی سرگرمیوں کے احیاء اور تفریحی بنیادی ڈھانچے کی تعمیر پر زور دیا۔

انہوں نے تحقیق کے ضمن میں اختیار کئے گئے طریقہ کار کی تشریح کی جس کی بنیاد شراکتی عملی تحقیق کے اصولوں پر تھی اور جس میں انٹرویوز، بحث و مباحثے انٹرنیٹ کے استعمال تک رسائی اور کراچی میں شہری معاشرے کے مختلف حصوں کی جانب سے مواد کا حصول شامل تھے۔ انہوں نے منصوبے کے لئے میزبان تنظیم کی حیثیت سے کام کرنے کے لئے پارک یونیورسٹی کی جانب سے شہری سی بی ای کا شکریہ ادا کیا۔ شہری سی بی ای کے ایگزیکٹو رکن اور تحقیقی رپورٹ کے لئے مقامی ریسورس پرسن جناب فرحان انور نے موضوع پر اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ صحت مند شہر کا تصور ایک ارتقائی عمل ہے۔ اس کی سخت نتائج پر مبنی انتظامی نظام کی حیثیت سے درجہ بندی نہیں کی جاسکتی۔ یہ تصور ایک شہر کے اندر رہتے ہوئے فیصلہ سازی، منصوبہ بندی اور عملدرآمد کے عمل میں معاشرے کے تمام حصوں کی شراکت اور شمولیت چاہتا ہے اور کراچی میں یہ وقت کی ضرورت ہے۔ انہوں نے شہریوں سے اپیل کی کہ وہ ضرورت کی اس گھڑی میں اٹھ کھڑے ہوں اور کراچی کو امن، علم، ثقافت اور خوشحالی کے شہر میں تبدیل کرنے کے لئے اپنا حصہ ادا کریں۔ انہوں نے کراچی میں اس تصور کو متعارف کرانے کی پیش رفت کے لئے پارک یونیورسٹی کی ٹیم کا شکریہ ادا کیا اور کراچی میں صحت مند شہر کے منصوبے پر عملدرآمد کے لئے شہری کے عزم کا اظہار کیا۔ ❖❖❖

ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لئے

''شہری'' میں شمولیت اختیار کیجئے

اگر آپ ''شہری'' میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو براہ کرم یہ کوپن بھر کر اس پتے پر روانہ کردیں۔

شہری برائے بہتر ماحول۔ 206۔جی۔ بلاک 2 پی ای سی ایچ ایس، کراچی 75400۔

پاکستان ٹیلی فون / فیکس 4530646-21-92

E-mail address:
Shehri@onkhura.com (Web site)
URL:http//www.onkhura.com/shehri

نام ____________ ٹیلی فون (گھر) ____________

ایڈریس ____________________________

پیشہ ____________ ٹیلی فون (دفتر) ____________

شہری کی رکنیت

2001 ء کے لئے شہری کی رکنیت کی تجدید کروانا نہ بھولیں۔ شہری میں شرکت کریں اور بطور شہری اس شہر کو صاف کرنے، صحت بخش اور ماحول دوست مقام بنانے کے لئے مدد دیں۔

''قوانین 2000ء'' کے مسودے پر شہری کا تبصرہ

حکومت نے تعمیرات کے ذیلی قوانین 2000ء کے پہلے مسودے عوامی بحث و مباحثہ پیش کیا ہے۔ شہری نے اس عمل میں تفصیلی تبصرے و رائے پیش کئے اور مسودے کو حتمی صورت دینے کے لئے ہونے والی عمومی سماعت میں نہایت سرگرمی سے حصہ بھی لیا۔

عمومی تبصرے اور آراء

مسودے کی زبان قانونی طور پر درست ہونی چاہئے۔ اعتراضات کا جائزہ لینے والی کمیٹی میں دوبارہ تشکیل کے مرحلے پر ایک ماہر و قابل وکیل کا ہونا ضروری ہے تاکہ وہ مندرجہ ذیل پر مشورہ دے سکے۔

- الفاظ اور اصطلاحات کا استعمال (مثلاً ''ہوگا'' (Shall) ہونا چاہئے (Should) یقیناً ہوگا (Shell) ضرور ہونا چاہئے (Must) ترجیحاً (Preferable) وغیرہ)
- مجوزہ قوانین ایس بی سی او 1979ء اور دیگر قوانین کے ساتھ ہم آہنگ ہونا چاہئے۔ (اس میں کے ڈی اے آرڈر 1957ء لیز/لینڈ گرانٹ کنڈیشنز اور زونل پلان وغیرہ شامل ہے)
- زبان کے غلط استعمال اور غلط ترجمانی و توضیع کا خاتمہ۔

2- کے بی سی اے کی داخلی کارکردگی مناسب بنیادوں پر استوار، دستاویزی اور اچھی طرح مشتہر طریقہ کار پر مبنی نہیں ہے۔ مثلاً۔

- سی سی او بی۔ سی او بیز۔ ڈی سی بیز اور اے سی بیز وغیرہ کو اختیارات اور ذمہ داریاں سونپنا۔
- منصوبوں کی منظوری وغیرہ کے لئے مرحلہ وار طریقہ کار۔

قواعد و ضوابط کو بامعنی اور موثر بنانے کے لئے اسے اور مندرجہ ذ اقدامات کو نظام کے تحت ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔

3- ایس بی سی او 1979ء کے تحت (کے ای ایس سی کورٹ۔ کے ایم سی کورٹ وغیرہ کی مانند) مجرمانہ خلاف ورزیوں و قانون شکنی کے مقدمات کے لئے پانچوں ضلعوں پر محیط ایک خصوصی عدالت کا قیام بہت ضروری ہے۔

4- کے ڈی اے/کے بی سی اے کے خصوصی مجسٹریوں اور کے ڈی اے/کے بی سی اے پولیس کے کردار اور فرائض کو خصوصی تقویت دینی ضروری ہے۔

5- تمام مقطعات اور اختصار اور ایجاز کو ''تعریف'' کے باب میں (مثلاً ''فلور ایریا ریشو'' (ایف اے آر) یا ایک علیحدہ فہرست میں بیان کرنا ضروری ہے۔

6- ٹاؤن پلاننگ یا تعمیراتی قواعد و ضوابط کے وضع ہونے سے پہلے کیا پورے شہر کے لئے کوئی ایک ماسٹر پلان یا ایک ساخت یا بناوٹ کا پلان نہیں تھا؟ جو کچھ ہو رہا ہے کیا ہمیں اس کی نگرانی کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ علاقے اور آبادی کو گنجان بنانے کا کام (کمرشلائزیشن، پلاٹ، تناسب/فار وغیرہ) شہر پر اس کے اثرات اور اس کی تفریحات اور بنیادی ڈھانچے کو سمجھے بغیر الگ تھلگ ہوکر نہیں کیا جاسکتا۔ گنجان پن میں اضافے کے لئے شہری تجدیدی مشق ایک بنیادی شرط ہے۔

7- کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ معذور افراد کے لئے عمارات تک پہنچ کے امکانات رکھے جائیں (مثلاً ڈھلوان راستے، لفٹس، خصوصی ٹوائلٹس، آگ سے بچاؤ کے راستے، پینے کے پانی کے فوارے وغیرہ)۔

8- ترتیب وار صفحات کا شمار کیا جائے ''1 - 2 - 3 - 4''

9- تمام یونٹس کا اعشاری نظام میں ہونا ضروری ہے اور امپیریل یونٹس توسوں کے اندر ساتھ ہی ہونے چاہئیں۔

10- متعلقہ ادارے ان قواعد و ضوابط اور مختلف مثبت اقدامات کو کس طرح منظم کرتے ہیں۔

شہری کے ای ایس سی ٹیرف میں اضافے کے لئے پٹیشن میں پارٹی بن گیا

نیپرا (NEPRA) نے شہری کی کے ای ایس سی ٹیرف کیس میں پارٹی بننے کی درخواست قبول کرلی ہے۔ اس مسئلے پر ایک منصفانہ اور معلومات افزا فیصلے تک پہنچنے میں مدد اور تعاون فراہم کرنے کے علاوہ شہری نے یہ بھی درخواست کی ہے کہ مندرجہ مسائل پر بھی نظر ثانی کی جائے جو بجلی کی قیمت اور الیکٹریکل نظاموں کی کارکردگی کے معیارات اور سلامتی اور تحفظ کی بہتری سے براہ راست منسلک ہیں۔

1۔ الیکٹریسٹی ایکٹ 1910 اور الیکٹریسٹی رولز 1937 کو وقت کے تقاضے کے مطابق بنایا جائے یہ دونوں ناقص قوانین اور ضوابط ہیں۔

2۔ مجوزہ ضروری خدمات کی امتیازات مثلاً وولٹیج، غیر تغیر پذیری، لوڈشیڈنگ وغیرہ پر عملدرآمد ہونا۔

3۔ بجلی کے انسپکٹروں کی کارکردگی اور رشوت ستانی جو بجلی کی تنصیبات کے تحفظ کو غیر یقینی بناتی ہے۔

4۔ پاکستان میں بجلی کے نظاموں (ضروری خدمات اور صارف دونوں) کی پرخطر نوعیت۔

5۔ کے ای ایس سی کو سسٹم ڈیولپمنٹ چارجز کا نیپرا ایوارڈ ملنا۔

6۔ بجلی پیدا کرنے والے پرائیوٹ پروڈیوسر، واپڈا اور کے ای ایس سی کے مقابلے میں بہت زیادہ اہل ہیں۔ اس لئے پروڈیوسروں کے درمیان بجلی کی ویلنگ (WHEELING) کے فوائد کو فروغ دینا۔

لبرل فورم پاکستان

خودمختار عدلیہ اور شفاف وغیر جانبدارانہ انصاف کی فراہمی کے لئے سرگرم عمل

لبرل فورم پاکستان باشعور شہریوں کی ایک تنظیم ہے جو درج ذیل سیاسی اقدار اور اصولوں کی بنیاد پر کام کررہی ہے:

☆ فرد کی آزادی اور سماجی ذمہ داری

☆ جمہوری اصولوں کی بالادستی

☆ قانون کی حاکمیت

☆ رواداری

☆ مقابلہ اور مسابقت کی بنیاد پر منڈی کی معیشت کا قیام

☆ منڈی، تعلیم، معلومات، لیبر، اشیاء اور سرمایہ کی مارکیٹوں تک بلاروک ٹوک رسائی/مساوی مواقع کی فراہمی

☆ اختیارات اور فیصلہ سازی کی نیچے تک منتقلی/لامرکزیت

☆ تمام شہریوں میں مساوات

توجیہہ

پاکستان کے موجودہ حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہم اپنے سیاسی، سماجی اور اقتصادی ڈھانچے کے درمیانی ربط کو سمجھیں اور اس کو اس طرح سے ازسرنو استوار کرنے کی کوشش کریں کہ شہری سوسائٹی کی ترویج، قانون کی حاکمیت اور شفاف حکمرانی جیسے مقاصد حاصل ہوسکیں اس سلسلہ میں پاکستانی معاشرہ کی درج ذیل موجودہ صفات کو سامنے رکھنا ہوگا۔

☆ حکومت ہمارے بہت سارے انفرادی اور اجتماعی معاملات میں مداخلت کرتی ہے اور اس طرح سے اظہار رائے، تقریر، انجمن سازی اور مذہب وغیرہ کی آزادی کو محدود کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

☆ عوام الناس میں فرد، خاندان اور کمیونٹی سے متعلق حقوق اور ذمہ داریوں کے بارے میں ناواقفیت پائی جاتی ہے۔

☆ ہمارے معاشرہ میں ایسے مواقع کی کمی ہے جن کو بروئے کار لاکر ایک فرد چیزوں کے انتخاب سے متعلق اپنی مرضی کو استعمال میں لاسکے۔

☆ انتہا پسند قوتوں، لوگوں کی ذاتی زندگی میں اور بالخصوص اقلیتوں اور کم استحقاق رکھنے والے گروہوں کے معاملات میں بڑھتی ہوئی مداخلت۔

☆ انسانی حقوق، قانون کی حاکمیت اور سماجی خدمات سے لاپرواہی اور سول اداروں کی زوال پذیر صورت حال۔

☆ تجارت اور بیوپار پر ضابطوں کا بوجھ جو ملکی اور بیرونی تجارت کے فروغ میں رکاوٹ کا باعث ہیں۔

☆ سماجی، اقتصادی اور انتظامی اختیارات کی بڑھتی ہوئی مرکزیت جو کہ مقامی آبادی کی عدم شمولیت اور فیصلہ سازی میں تاخیر کا موجب بنتی ہے۔

ایجنڈا

سیاسی نظام

ہمارا یہ پختہ یقین ہے کہ پارلیمانی جمہوری نظام کو مضبوط بنانا اشد ضروری ہے ہمیں اس بات کا بھی احساس ہے کہ معاشرہ کے پسے ہوئے طبقات، بالخصوص عورتوں اور اقلیتوں کے بارے میں مثبت اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔ ہم اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسے مستقل نظام برپا کئے جائیں جو جمہوری احتساب، پالیسی، آڈٹ اور مسلح افواج پر عوامی کنٹرول قائم کرسکیں۔

انتخابی اصلاح

☆ بالغ رائے دہندگی اور اس کے ہمہ گیر جذبہ کے مطابق بحال کرنے کے لئے ووٹر کی عمر کم کرکے 18 سال کی جائے۔

☆ ایک خودمختار الیکشن کمیشن قائم کیا جانا چاہئے۔

☆ مشترکہ انتخابی نظام ترک کردینا چاہئے۔

☆ موجودہ انتخابی نظام کا تجزیہ کرکے اس کی بہتری کے لئے اقدامات اٹھانے چاہئیں۔

عدلیہ

☆ ہم ایک خودمختار عدلیہ کا مطالبہ کرتے ہیں جو سیاسی مداخلت سے پاک ہو۔ تمام متوازی عدالتی نظامات، جیسے کہ وفاقی شرعی عدالت، انسداد دہشت گردی کی عدالت اور فوجی عدالتیں موقوف کردی جائیں۔

☆ تمام شہریوں کے لئے شفاف اور غیر جانبدارانہ انصاف کی فراہمی جو کہ قومیت مذہب اور جنس کی تمیز سے بالاتر ہو۔

نظم ونسق

☆ ہم ایک چھوٹی اور ہلکی پھلکی حکومت میں یقین رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ ایسا

پاکستان کے موجودہ حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہم اپنے سیاسی، سماجی اور اقتصادی ڈھانچہ کے درمیانی ربط کو سمجھیں اور اس کو اس طرح سے ازسرنو استوار کرنے کی کوشش کریں کہ شہری سوسائٹی کی ترویج، قانون کی حاکمیت اور شفاف حکمرانی جیسے مقاصد حاصل ہوسکیں

غیر جانبدار، عمدہ کارکردگی والا، شفاف اور مختصر انتظامی بندوبست قائم کیا جائے جو قانون کی حاکمیت کو یقینی بنائے۔

حاکمیت

☆ ہمارا مطالبہ ہے لامرکزیت اور اختیارات کی نیچے منتقلی کے لئے اقدامات کئے جائیں اور دستور میں مقامی حکومت کو انتظامی امور چلانے کے حوالے سے ایک آزاد درجہ دیا جائے۔

امور خارجہ

☆ ہم ایک ایسی خارجہ پالیسی میں یقین رکھتے ہیں جو عوام کے نمائندوں نے تشکیل دی ہو اور جو اولین طور پر انسانی وقار، عدم مداخلت، باہمی توقیر اور فروغ امن پر مبنی ہو۔

معیشت

☆ ہم کھلی منڈی کی معیشت میں یقین رکھتے ہیں جس میں ایسے نظام موجود ہوں جو اجارہ داریوں کو روکیں اور صارفین کے حقوق کو یقینی بنائیں۔

☆ ہم ایسی منصفانہ اصلاحات اراضی کا مطالبہ کرتے ہیں جو کہ زرعی شعبہ کو کھلی منڈی کی معیشت کے اصولوں پر استوار کرنے میں ممد ثابت ہوں۔

☆ ہم ان زرعی طور طریقوں کی تائید کرتے ہیں جو مقامی ماحول کے موافق ہوں نیز ایسے استقلالی اقدامات کی جو آئندہ نسلوں کے حقوق اور خوشحالی کو یقینی بنائیں۔

سماجی شعبہ

☆ ہم ایک ایسے معاشرہ کا مطالبہ کرتے ہیں جس میں ہر شہری کو یکساں مواقع میسر ہوں۔

☆ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ عام تعلیم کی سہولت ہر کسی کو میسر ہونی چاہئے

☆ ہم سمجھتے ہیں کہ ترقیاتی اخراجات کے لئے قانونی تحفظ فراہم ہونا چاہئے جو اس بات کو یقینی بنائے کہ زندہ رہنے کے لئے بنیادی لوازمات میسر ہیں اور صحت کی دیکھ بھال، رہائش، تعلیم اور سماجی سہولتوں کا حق موجود ہے۔

☆ سرکاری شعبہ کے ترقیاتی پروگرام میں کوئی کٹوتی نہیں ہونی چاہئے۔

ماحولیات

☆ ہمارا یقین ہے کہ قدرتی وسائل کا انتظام بہترین طور پر مقامی سطح پر ہوسکتا ہے۔ ہم قدرتی وسائل کے مصلحت پسندانہ استعمال کا مطالبہ کرتے ہیں اور ایسی ترقی کی وکالت کرتے ہیں جو پائیدار ہو۔

شہری معاشرہ

☆ ہم اس ضرورت پر زور دیتے ہیں کہ شہری معاشرہ کی جانب سے اٹھائے گئے مقامی اقدامات کی پذیرائی کی جائے تاکہ جمہوری عمل کو فروغ حاصل ہو اور غیر سرکاری سطح پر حکومت اور ریاست کو اختیارات کے غلط استعمال سے روکنے کے لئے روک تھام کا ایک موثر نظام وضع کیا جائے۔

☆ شہریوں کو فیصلہ سازی اور ان پر عمل درآمد کے عمل میں سرگرم حصہ لینا چاہئے۔

طریق کار

☆ باشعور شہریوں، سیاستدانوں، مملکت اور حکومت کے مابین عوامی مکالمے

☆ موجودہ حکمت عملی پر عمل درآمد کے لئے منصوبہ بندی اور مسلسل نظر ثانی کا عمل تاکہ لبرل فورم کے لئے ایک موثر منصوبہ عمل تشکیل دیا جاسکے۔

☆ پاکستان کے موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ریاست کے مختلف اداروں کو پالیسی بنانے کے عمل کے دوران ایسے مشورے دینا جو کہ تحقیق پر مبنی ہوں۔

☆ شہری معاشرہ کے ایسے ہم خیال گروہوں کی تائید جو لبرل فورم جیسے ایجنڈوں پر کام کر رہے ہوں۔ لبرل فورم، اس کے ایجنڈہ اور ایسی حکمت عملیاں جن کی یہ پذیرائی کرتا ہے سے متعلق معلومات کی ترویج۔

ممبر شپ

ہر وہ شخص جو لبرل فورم کے خیالات سے متفق ہو، اس کے بنیادی اصولوں سے اتفاق رکھتا ہو وہ لبرل فورم کا ممبر بن سکتا ہے۔ دلچسپی رکھنے والے خواتین و حضرات درج ذیل پتہ پر تحریر فرمائیں۔ لبرل فورم آپ کو ایک ممبر شپ فارم ارسال کرے گا۔ ممبرز کو مستقبل میں ایک ممبر شپ فیس بھی ادا کرنا ہوگی تاکہ لبرل فورم کی سرگرمیوں کے اخراجات پورے کئے جاسکیں۔

لبرل فورم پاکستان
پوسٹ بکس نمبر 1368 اسلام آباد۔ پاکستان

شہری کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- آلودگی کے خلاف
- قانونی (غیر قانونی عمارتیں)
- پارکس اور تفریح
- میڈیا اور بیرونی روابط (نیوز لیٹر)
- تحفظ ورثہ (پرانی عمارتیں)
- مالی حصول۔

ہر وہ شخص جو شہری کے جاری اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے مدد (رقم/فیس) کرنا چاہے اس سے گزارش ہے کہ وہ شہری کے دفتر تشریف لائیں یا فون، فیکس یا ای میل کے ذریعے شہری کے سیکریٹریٹ سے رابطہ کریں۔

ریحانہ افتخار

عالمی یوم خواتین

خواتین کیلئے معاشرتی رویوں میں تبدیلی ضروری ہے

8مارچ کو خواتین کا عالمی دن منایا جاتا ھے اس دن سرکاری و غیرسرکاری دونوں سطحوں پر مختلف تقریبات ہوتی ھیں اور خواتین کو درپیش مسائل کو اجاگر کیا جاتا ھے اس برس خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے مختلف تقریبات، ورکشاپس، سیمینار اور میلوں کے انعقاد کا سلسلہ تقریباً مہینہ بھر جاری رہا۔ آغا خان یونیورسٹی کے ورکنگ گروپ فار ویمن (WGW) کی جانب سے ایك بہت دلچسپ اور منفرد پروگرام ہوا جس میں تقریریں کم اور خاکے، ٹیبلو اور نظمیں زیادہ سنائی گئیں اس لئے شرکاء نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔

ڈبلیو جی ڈبلیو کی ڈاکٹر طاہرہ خان نے تاریخ کے صفحات میں اس عورت کو تلاش کیا جس نے عورتوں کے عالمی دن کو منانے کی تجویز دی تھی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اس دن کی اہمیت کا بھی تذکرہ کیا اور بتایا کہ یہ دن پہلی بار کب کیوں اور کہاں منایا گیا تھا؟

یہ بات درست ہے کہ بہت کم لوگوں کو اس دن کے پس منظر کے بارے میں پورا علم ہے عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ اقوام متحدہ جیسے دوسرے دن مناتی ہے یہ دن بھی ایسے ہی دنوں میں سے ایک ہے۔ ڈاکٹر طاہرہ خان نے اپنی تقریر میں بہت سی معلومات فراہم کیں۔ انہوں نے کہا۔ ''خواتین کے عالمی دن کے تصور کو ابتدائی تحریک 8 مارچ 1857ء کو نیویارک کی گارمنٹ اور ٹیکسٹائل انڈسٹری میں کام کرنے والی خواتین کے مظاہرے سے ملی جو کم اجرتوں۔ طویل اوقات کار اور بدتر حالات کار کے خلاف احتجاج کر رہی تھیں امریکہ کی سوشلسٹ خواتین نے 8 مارچ 1908ء کو عورتوں کا پہلا دن منایا جب نیویارک کی ہزاروں خواتین کارکنوں نے اپنے سیاسی و اقتصادی حقوق کے مطالبے کے لئے مظاہرہ کیا تھا، لیکن پھر 1909ء میں امریکہ میں یہ عورتوں کا قومی دن بن گیا۔

ڈاکٹر طاہرہ نے بتایا ''بین الاقوامی سوشلسٹ تحریک پر جرمن سوشلسٹ پارٹی کا گہرا اثر تھا۔ امریکہ کی خواتین کارکنوں اور سوشلسٹوں کی کارروائیوں سے متاثر ہوکر 1910ء میں کوپن ہیگن میں ہونے والی میٹنگ میں جرمن رہنما کلارا زیٹکن نے یہ تجویز پیش کی کہ دنیا بھر کی خواتین کو ہر سال اپنے مطالبات کے حق میں ایک خاص دن منانا چاہئے چنانچہ نتیجے میں خواتین کا عالمی دن 8 مارچ کی شکل میں ظاہر ہوا۔ پھر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک قرارداد کے ذریعے 1977ء میں 8 مارچ کو خواتین کا عالمی دن قرار دیا اور اس طرح یہ دن دنیا بھر کے بیشتر ممالک میں سرکاری و غیر سرکاری سطح پر منایا جانے لگا اس دن کی افادیت اس لحاظ سے دوچند ہے کہ عورتیں مردوں کے مقابلے میں ہر میدان میں بہت پیچھے ہیں۔

ڈاکٹر طاہرہ نے بتایا کہ کلارا زیٹکن وہ عورت تھی جس نے امریکہ کی سوشلسٹ عورتوں کے قومی دن 8 مارچ کو 1910ء میں بین الاقوامی دن میں تبدیل کر دیا۔ وہ 1857ء میں جرمنی کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوئی اس کے والدین جولاہے تھے۔ اس نے امتیازی نمبروں سے گریجویشن کی لیکن یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہی۔ اس زمانے میں جرمنی میں عورتوں کو یونیورسٹی میں داخلہ نہیں ملتا تھا اور اس کے غریب والدین یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اسے سوئٹزرلینڈ بھیجنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ وہ ایک گورنس کی حیثیت سے کام کرنے لگی۔ کلارا کے عہد میں عورتیں شادی سے پہلے قانونی طور پر والدین کی سرپرستی میں رہتی تھیں اور عورتوں کو گھر سے باہر کام کرنے کے لئے شوہر کی اجازت لینی پڑتی تھی۔ شادی کے وقت اسے جو جائیداد ملتی تھی وہ شوہر کو منتقل کرنی پڑتی تھی (تقریباً ایسے ہی حالات کا سامنا ہمارے یہاں کی عورتوں کو اس وقت بھی ہے)

ڈاکٹر طاہرہ نے کلارا کے بارے میں مزید بتایا کہ اسے مارکس کے فلسفے اور مارکسی سیاست میں دلچسپی پیدا ہوگئی لیکن اس زمانے

میں جرمنی میں عورتیں سیاسی تنظیموں میں شامل نہیں ہوسکتی تھیں چنانچہ کلارا جرمن سوشلسٹ ڈیموکریٹک پارٹی سے قریبی تعلق و رابطے رکھنے کے باوجود 1908ء تک قانونی طور پر اس میں شمولیت اختیار نہیں کرسکی تھی 1878ء میں سوشلسٹ ڈیموکریٹک پارٹی کو ممنوع قرار دیا گیا تو وہ جلاوطن ہوکر پیرس چلی گئی جہاں اسے غربت، افلاس اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس دوران وہ پارٹی رہنما اور خواتین کے مسئلے کے بارے میں نظریہ داں کی حیثیت سے ابھری۔ اس نے 1892ء سے 1916ء تک عورتوں کے ایک پندرہ روزہ اخبار ''مساوات'' کی ادارت کی اس اخبار نے عورتوں کو کمیونسٹ تحریک میں شامل کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

ڈاکٹر طاہرہ نے کہا'' کلارا صرف طبقہ نسواں ہی نہیں بلکہ بنی نوع انسان کی آزادی کے مقصد سے وابستہ تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ عورتوں کا دشمن مرد نہیں بلکہ استحصالی نظام ہے جس کا سامنا مرد کو بھی ہے۔ بیسویں صدی کی اس بہادر عورت کی زندگی اور جدوجہد کے بارے میں بہت کم لوگ جانتے ہیں جس نے عورتوں کی تحریک کو لیبر یونین سے جوڑا تھا نامعلوم وجوہات کی بناء پر مورخوں اور سوانح نگاروں خاص طور پر انگریز دنیا نے کلارا کو یکسر نظرانداز کیا۔

ڈاکٹر خان نے عورتوں کے عالمی دن منانے کا پس منظر اور اس کی روح و رواں شخصیت کے بارے میں بتانے کے بعد سلائیڈز کے ذریعے دنیا بھر کی عورتوں کی حالت زار کی وضاحت کی۔ اعداد و شمار کے مطابق

دنیا کی دو تہائی عورتیں اور لڑکیاں ناخواندہ ہیں۔

130 ملین اسکول چھوڑنے والے بچوں میں سے 70 فیصد لڑکیاں ہیں۔

دنیا بھر میں 99 فیصد زرعی زمین مردوں کی ملکیت ہے لیکن 70 فیصد زراعت خواتین کرتی ہیں۔

ڈبلیو جی ڈبلیو کے اس پروگرام میں افریقی ایشیائی اور عرب طالب علموں نے مختصر خاکے پیش کئے جو حقیقت سے بہت قریب تھے۔ ایک خاکے میں ایک شوہر کو بیوی کی ترقی سے خائف دکھایا گیا شوہر کو اپنی وکیل بیوی کا جج بننا پسند نہیں آیا۔ اس نے طلاق اور بچوں کی تحویل کا مقدمہ دائر کیا اور فیصلہ کرنے والے جج کو عدلیہ میں اعلیٰ عہدوں کی پیشکش کی اور اس کے عوض میں فیصلہ اپنے حق میں کرالیا اور بیوی روتی رہ جاتی ہے۔

دوسرا خاکہ صنفی تفریق کے موضوع پر تھا جس میں شوہر بیٹے کی میڈیکل تعلیم پر بہت زیادہ خرچ کرنے کا خواہشمند تھا لیکن اپنی ذہین بیٹی کی تعلیم پر خرچ کو ضیاع قرار دیتا تھا لیکن بیوی بیٹی کی اعلیٰ تعلیم کی حامی تھی وہ اسے وکیل بنانا چاہتی تھی۔ آخر بحث و مباحثے کے بعد میاں بیوی اس بات پر متفق ہوجاتے ہیں کہ بچوں سے پوچھا جائے کہ وہ مستقبل میں خود کیا بننا چاہتے ہیں؟

تیسرا خاکہ مرد اور عورت کی مساوات کے بارے میں تھا۔ شوہر بیوی کی ترقی پر خوش ہوتا ہے۔ اس کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کی راہ میں حائل نہیں ہوتا بلکہ گھر اور بچوں کی ذمہ داریوں میں برابر کا ہاتھ بٹاتا ہے۔ یہ ایک خوش و خرم خاندان کا تصور تھا۔

زندگی سے قریب ان خاکوں میں آغا خان یونیورسٹی کے طلباء و طالبات نے اپنے کردار بہت سادگی و فطری انداز میں نبھائے۔

کلارا کے عہد میں جرمن عورتیں شادی سے پہلے والدین کی سرپرستی میں رہتی تھیں، شادی کے موقع پر انہیں جو جائیداد ملتی تھی وہ شوہر کو منتقل کرنی پڑتی تھی

آغا خان میڈیکل یونیورسٹی ہاسپٹل کے نرسنگ اسکول کی تین طالبات شہلا، امینہ اور پروین نے ایک نظم ''ارادے کر بلند'' کے موضوع پر پڑھی۔

شاعرہ سراج المنیر نے ''یہ صدی خواتین کی صدی ہے'' صالحہ کوثر نے ''عالمی یوم خواتین ہے آج'' اور سیما رضا نے ''جھنجھنا'' کے عنوانات پر اپنی نظمیں سنائیں۔ عطیہ داؤد حقوق انسانی اور عورتوں کے حقوق کے لئے بہت سرگرم عمل ہیں شاعرہ اور مضمون نگار بھی ہیں۔ انہوں نے عورتوں کی حیثیت کے حوالے سے اپنی کئی خوبصورت مختصر نظمیں سنائیں۔

تحریک نسواں کی جانب سے شیما کرمانی اور ان کے ساتھیوں کی پیش کردہ ایک ٹیبلو کہانی ایک عورت تین سیب نے ڈبلیو جی ڈبلیو کی اس تقریب میں شرکاء کے دل موہ لئے۔ یہ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد کا قصہ تھا۔ جب بادشاہ کے سامنے دریائے دجلہ سے ایک صندوق نکالا جاتا ہے جس میں سے ایک حسین عورت کی لاش نکلتی ہے۔ قاتل کی تلاش ہوتی ہے اور آخر ایک آدمی جو عورت کا شوہر ہونے کا دعویدار ہوتا ہے قتل کا اقرار کرتے ہوئے پورا قصہ بیان کرتا ہے۔

''میری بیوی مجھ سے سیب کھانے کی خواہش کا اظہار کرتی ہے۔ سیب بغداد میں نہیں ہوتے اس لئے مجھے اپنی چہیتی بیوی کی خواہش پوری کرنے کے لئے بصرہ جانا پڑا جہاں سے میں نے تین دینار میں تین سیب خریدے اور پندرہ دن میں واپس گھر پہنچا۔ میری بیوی سخت بیمار تھی۔ اس کا بخار پندرہ دن میں اترا۔ یہ تمام وقت میں نے گھر پر رہ کر اپنی بیوی کی تیمارداری میں گزارا میں نے اسے دو سیب بھی کھلا دیئے اور تیسرا باقی تھا۔ اس کا بخار اترنے پر میں اپنی دکان پر پہنچا۔ شام کے وقت میں نے ایک پہلوان کو ایک سیب لئے دیکھا جس کے گرد لوگ جمع تھے اور حیران تھے کہ بغداد میں پہلوان کے پاس سیب کہاں سے آیا۔ لوگوں کی حیرانی پر پہلوان کہتا ہے کہ یہ سیب میری محبوبہ نے دیا ہے۔ وہ بیمار تھی اس کا بے وقوف شوہر اس کے لئے بصرہ جاکر تین دینار میں تین سیب لایا تھا۔ یہ آخری سیب اس نے مجھے دے دیا۔ پہلوان کی بات سن کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی میں فوراً گھر پہنچا اور بیوی کو قتل کرکے ایک صندوق میں رکھا اور دجلہ

میں بہا دیا۔ رات کو جب میں گھر پہنچا تو میرا بیٹا بیٹھا رو رہا تھا میرے پوچھنے پر اس نے ڈرتے ڈرتے بتایا کہ ''میں بچا ہوا سیب لے کر باہر گیا تھا لیکن پہلوان نے وہ سیب مجھ سے چھین لیا حالانکہ میں نے بہت منت سماجت کی تھی اسے بتایا تھا کہ میری ماں بیمار ہے اور ابا اس کے لئے بصرہ سے تین دینار میں تین سیب لائے تھے۔ یہ تیسرا سیب بچا ہے جو میں اپنے دوستوں کو دکھانا چاہتا ہوں لیکن اس نے مجھے دھکا دیا اور سیب لے کر چلا گیا۔''

بیٹے کی بات سن کر میری سمجھ میں پوری بات آ گئی میں شک کی آگ میں جل کر اپنی بیوی کو قتل کر چکا تھا۔ میں نے پورا قصہ جاننے کی زحمت نہیں کی تھی۔ میں نے ایک معصوم اور بے قصور عورت کو جان سے مار دیا۔

یہ کہانی ہارون الرشید کے عہد کی تھی لیکن ہمارے ملک میں آج بھی اکیسویں صدی میں عورتوں کا قتل معمول کی بات ہے۔ اس پروگرام کی کمپیئرنگ محترمہ مہناز رحمن نے کی۔

خواتین کا عالمی دن منانے کے سلسلے میں آرٹس کونسل میں ایک میلے کا انعقاد ہوا جو سارا دن جاری رہا۔ میلے کا اہتمام عورت فاؤنڈیشن، ویمن ایکشن فورم، ایمنسٹی انٹرنیشنل، آرٹس کونسل آف پاکستان، ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان، سندھ گریجویٹس ایسوسی ایشن، ادارہ امن و انصاف، شرکت گاہ، روٹس، وار اگینسٹ ریپ وغیرہ نے مل کر کیا تھا۔ میلے کا افتتاح ڈاکٹر روتھ فاؤ نے کیا۔ میلے میں خواتین کی ترقی کے لئے کام کرنے والی بہت سی غیر سرکاری تنظیموں نے سٹال لگائے تھے جس میں گھریلو دستکاریاں، کھانے پینے کی اشیاء، کھلونے، کشیدہ کاری کے نمونے اور سجاوٹی اشیاء رکھی گئی تھیں۔ میلے میں خواتین اور بچوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ ایک ورکشاپ بھی ہوا جس کے شرکاء سے سندھ ہائیکورٹ کے سابق جج جناب رشید اے رضوی، سندھ محتسب اعلیٰ کے دفتر کی ڈائریکٹر جنرل محترمہ مہتاب راشدی، ڈاکٹر شیر شاہ، ہیومن رائٹس کمیشن کے معظم علی اور عورت فاؤنڈیشن کی نزہت شیریں نے خطاب کیا۔

ورکشاپ میں مقررین نے خواتین کے لئے ہر میدان میں مساوی مواقعوں کا مطالبہ کیا تاکہ وہ ملک کی ترقی و خوشحالی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ مقررین کی جانب سے سماجی رویوں کی تبدیلی پر بھی زور دیا گیا ان کا کہنا تھا کہ ماں وہ اولین ادارہ ہے جہاں بچہ بنیادی تربیت حاصل کرتا ہے۔ اس لئے خواتین کو چاہئے کہ وہ اپنے بیٹوں کی خصوصی تربیت کریں تاکہ وہ جب بڑے ہوں تو عورتوں کے ساتھ عزت کے ساتھ پیش آئیں۔

اس خیال کا بھی اظہار کیا گیا کہ معاشرہ میں عورتیں اپنی زندگی کے کسی بھی موقع پر خود مختار نہیں ہوتیں۔ ابتداء میں ان کی زندگی کے ہر فیصلے کی ڈور باپ کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ پھر بھائی اور شوہر یہ جگہ لے لیتے ہیں آخر میں وہ اپنے بیٹوں کے ہر فیصلے پر سر تسلیم خم کرتی ہے۔ یہ سب مردان کی زندگی کے تمام اہم فیصلے ان کی طرف سے کرتے ہیں۔

ایک مقرر نے اس مشہور کہاوت کا تذکرہ کیا جس میں کہا گیا تھا کہ ''بیٹی کو تعلیم سے آراستہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے آپ اپنے پڑوسی کے درخت کو پانی اور کھاد سے سینچ رہے ہوں۔'' انہوں نے کہا کہ ہمارے معاشرے میں اس نقطہ نظر سے اتفاق رکھنے والے کم نہیں ہیں۔ جب تک اس قسم کے رویے تبدیل نہیں ہوں گے اس وقت تک تبدیلی کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔

مقررین کا یہ بھی کہنا تھا کہ بہت سے علاقے ایسے بھی ہیں جہاں عورتوں کو انسان نہیں سمجھا جاتا بلکہ ان سے چیزوں اور جانوروں جیسا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ کچھ علاقوں میں قتل ہونے والے مرد کے خاندان کو تاوان اور ہرجانے میں عورت دے دی جاتی ہے۔

کچھ علاقوں میں ذاتی بدلے چکانے یا قبائلی جھگڑے اور تنازعے طے کرنے کے لئے عورتیں قتل کر دی جاتی ہیں یا عزت کے نام پر یا کاروکاری میں انہیں قتل کر دیا جاتا ہے۔ مقررین نے عورتوں کے خلاف موجودہ امتیازی قوانین خصوصاً حدود آرڈیننس کے خاتمے کا پرزور مطالبہ کیا۔

مقررین نے گھریلو تشدد کی واضح تشریح اور اس اذیت ناک و ظالمانہ سلوک سے نمٹنے کے لئے خصوصی و واضح قانون سازی کی ضرورت پر اصرار کیا تاکہ گھریلو تشدد کی شکار عورت کی شکایت و تکالیف کا ازالہ ممکن ہو سکے۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ جب کوئی مظلوم عورت تھانے جا کر اپنے اوپر ہونے والے گھریلو تشدد کے خلاف رپورٹ درج کرانا چاہتی ہے تو واضح قوانین کی غیر موجودگی میں تھانے کا عملہ یہ کہہ کر اس کی حوصلہ شکنی کرتا ہے کہ یہ ایک گھریلو مسئلہ ہے اور اسے گھر کی چاردیواری کے اندر ہی طے کرنا چاہئے۔

اگرچہ چند ایک قوانین موجود ضرور ہیں، لیکن لاعلمی کے باعث ان پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ ایک قانون کے تحت اگر شوہر اپنی حاملہ بیوی کو مارتا پیٹتا ہے اور اس کا حمل ضائع ہو جاتا ہے تو شوہر کو جیل بھیجا جا سکتا ہے لیکن اس قانون کا استعمال شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کیونکہ عورتوں کی لاعلمی کے باعث پولیس کو ایسے بہت ہی کم واقعات کی رپورٹ کی جاتی ہے۔

عورتوں کے لئے طبی سہولتوں کو بہتر بنانے کے لئے بہت کم اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ مقررین کے مطابق ہر سال 30 ہزار عورتیں زچگی کے دوران اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔ تقریباً چار لاکھ عورتیں حمل

(باقی صفحہ 22 پر)

دنیا کی 66فیصد عورتیں ناخواندہ ہیں، 130 ملین اسکول چھوڑنے والے بچوں میں 70فیصد لڑکیاں ہیں، دنیا بھر میں 99فیصد زرعی زمین مردوں کی ملکیت ہے لیکن 70فیصد زراعت خواتین کرتی ہیں

شہری سرگرمیاں

شہری یوتھ اراکین کی ڈان ایجوکیشن پروگرام میں شرکت

شہری سی بی ای نے غیرنصابی سرگرمیوں کو منظم کرنے کا عمل کیا ھے جس میں نوجوانوں کو شریک کیا گیا ھے۔ یہ زیادہ تر اسکول جانے والے بچے ھیں تاکہ سماجی، ماحولیاتی اور ترقیاتی مسائل و تشویش پر ان کے نقطہ نظر کو وسعت دی جاسکے اور وہ ملک میں ایک ترقی پسند اور روشن خیال شہری معاشرے کے قیام کے لئے پوری طرح لیس ہوں۔

ڈان تعلیمی پروجیکٹ میں یہ ایک جدت پسند پروگرام ہے۔ جس کا مقصد بچوں کو اخبارات کا مطالعہ کرنے کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ تاکہ وہ اپنے اطراف کی دنیا کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرسکیں۔

شہری نے کراچی کیمرج اسکول (سینئر سیکشن) کے طلباء و طالبات کے لئے ہارون ہاؤس میں روزنامہ ڈان کے دفتر کے دورے کا انتظام کیا تاکہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ اخبار کس طرح شائع کیا جاتا ہے۔ ''ڈان تعلیم میں'' کی پروجیکٹ کوآرڈی نیٹر محترمہ فرشتہ ڈنشا نے مہمان طلباء و طالبات کو اخبار کی چھپائی کے عمل اور تعلیمی میدان، معلومات عامہ اور اسکول جانے والے بچوں کی روزمرہ کی سرگرمیوں کے بارے میں اس کی اہمیت کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کیں۔

بعد میں روزنامہ اسٹار کے چیف ایڈیٹر جناب کمال مجید اللہ نے بچوں کے سوالات کے جوابات دیئے جو اخبار اور حاکمیت سے متعلق معاملات اور شہریوں کو درپیش حالیہ مسائل سے تعلق رکھتے تھے۔

ہارون ہاؤس میں ڈان گروپ آف نیوز پیپر ایک ماحول دوست انداز میں نہایت موثر طریقے پر چلایا جارہا ہے۔ ہارون ہاؤس دھوئیں کی آلودگی سے پاک ہے۔ چھپائی کے لئے ڈان گروپ کے استعمال میں آنے والا کاغذ ڈنمارک، کینیڈا اور سری لنکا سے درآمد کیا جاتا ہے جہاں جنگلات کے اضافے و تحفظ کے لئے دیرپا سرگرمیاں اپنائی گئی ہیں۔ ڈان کی چھپائی کے لئے ہیڈل برگ ہیرس پرنٹنگ مشینیں استعمال ہوتی ہیں جو 2000 کاپیاں فی منٹ نکالتی ہیں۔ ڈان کی چھپائی کا آغاز رات دو بجے سے ہوتا ہے اور یہ عمل چار بجے صبح تک مکمل ہو جاتا ہے۔ اخبار فروشوں کو صبح چھ بجے تک اخبار تقسیم کردیا جاتا ہے۔ کاغذ کی ایک بڑی مقدار محفوظ بھی رکھی جاتی ہے تاکہ کسی پریشانی سے محفوظ رہا جاسکے مثلاً حکومتوں کی جانب سے کاغذ پر لگائی جانے والی پابندی کی صورت میں اخبار کی اشاعت کو ممکن بنایا جاسکے۔

شہری کی ٹیم کے دورے کے وقت شام کے اخبار اسٹار کی چھپائی ہو رہی تھی چنانچہ ٹیم کو اخبار کی چھپائی کے پورے عمل کو الف سے یے تک دکھایا گیا۔ تعلیمی اجلاس کے بعد مشروبات سے تواضع کی گئی بچوں میں اسٹار اخبار کا ایک شمارہ اور رائٹنگ پیڈ تقسیم کئے گئے۔ ❖

شہری یوتھ ٹیم کے اراکین

عزیز رانجھانی

نابینا ڈولفن کی افسوسناک موت

قاتلوں نے مردہ ڈولفن کو چارپائی پر ڈالا اور جوہی میں نمائش کے لئے لے گئے تاکہ اپنی بہادری کا سکہ جما سکیں

یکم دسمبر 2000ء بروز ہفتہ کی شام پنہل خان جمالی نامی گاؤں کے لوگوں نے دریائے سندھ کی ایک ڈولفن کو ہلاک کردیا۔ یہ گاؤں جوہی کے قریب ہے۔ ڈولفن رائس کینال کے ذریعے دادو کینال میں چلی گئی تھی وہاں سے جوہی برانچ کے رواں پانی میں داخل ہوئی تھی جہاں ناواقف دیہاتیوں نے اسے جان سے مار ڈالا۔ یہ افسوسناک واقعہ اس وقت پیش آیا جب قریبی گاؤں کا ایک لڑکے نصیر احمد لغاری 40 آر ڈی کی جگہ پر سیلاب سے بچاؤ کے بند کے ساتھ جوہی برانچ کے رواں پانی میں تیراکی کررہا تھا۔ اچانک اس نے ایک بڑے جسم کو پانی میں حرکت کرتے دیکھا۔ اس نے زور زور سے چلانا شروع کردیا۔ قریبی گاؤں کے لوگ اسے بچانے کے لئے آپہنچے۔ انہوں نے صورتحال کا اندازہ لگانے کا بھی انتظار نہیں کیا اور گاؤں سے اپنے مسلح لوگوں کو اس نایاب اور پرامن مخلوق کو قتل کرنے کے لئے بلالیا۔ انہوں نے اپنی خودکار رائفلوں سے اس نابینا انڈس ڈولفن پر اندھادھند فائرنگ کردی۔ مقامی طور پر اس ڈولفن کو ''اندھی بھولن'' کہا جاتا ہے۔

پھر انہوں نے اس مردہ ڈولفن کو ایک چارپائی پر ڈالا اور قریبی شہر جوہی میں نمائش کے لئے لے گئے تاکہ لوگوں پر اپنی بہادری کا سکہ جما سکیں۔ لوگوں کی بڑی تعداد اندھی ڈولفن کو دیکھنے کے لئے آئی۔ وہاں موجود لوگوں کی اکثریت مردہ جسم کی شناخت کی تشخیص نہیں کرپائی۔ قاتل بہت خوش تھے اور اپنے عمل کی داد وتحسین میں مصروف تھے۔

اس اطلاع کے موصول ہوتے ہی میں اس جگہ پہنچا مردہ ڈولفن کو جوہی شہر کے باہر رکھا ہوا تھا اور سینکڑوں لوگ اس ''خصوصی مخلوق'' کو دیکھنے کے لئے جوق درجوق آرہے تھے۔ میں نے ڈولفن کے پر نما بازوؤں کے قریب دائیں جانب گولیوں کے دو سوراخ اور کلہاڑی کا ایک چھوٹا سا زخم بھی دیکھا۔ یہ افسوسناک واقعہ لوگوں کی جنگلی حیات اور ماحولیاتی مسائل سے متعلق ناواقفیت اور شعبہ جنگلی حیات کی بے توجہی و تغافل کے باعث پیش آیا۔ اس نایاب مخلوق (ڈولفن) کے تحفظ کے لئے شعبہ جنگلی حیات سندھ نے اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (UNDP) کے مالیاتی اعانت اور دیگر اداروں کی تیکنیکی تعاون سے سکھر میں اندھی ڈولفن بچاؤ یونٹ قائم کیا ہے۔ یہ درخواست کی جاتی ہے کہ متعلقہ ادارے اور ماحولیاتی ایجنسیاں دریائے سندھ میں موجود بقیہ ڈولفن کے بچاؤ اور تحفظ کے لئے آگے آئیں ورنہ جلد ہی یہ معدوم ہوجائیں گی۔

(عزیز رانجھانی۔ رکن شہری۔ سی بی ای)

توانائی کے لئے متبادل ذرائع اختیار کرنا ناگزیر ہیں

فی الوقت تیل اور گیس پر انحصار زیادہ ہے

دنیا بھر میں توانائی کا استعمال 1999ء میں 0.2 فیصد تک بڑھ چکا تھا۔ اس کے مقابلے میں گزشتہ دس برسوں میں اس کا اوسط 0.9 فیصد تھا۔ او ای سی ڈی ممالک میں یہ 144 فیصد اضافے پر مشتمل ہے ان ممالک کی معیشتیں مضبوط ہیں جبکہ ترقی پذیر ممالک میں مجموعی طور پر 2.3 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ ان میں سے بیشتر ممالک کی معیشتیں تلاطم کا شکار ہیں، لیکن بہت سے ترقی پذیر ممالک نے یہ دکھایا ہے کہ توانائی کا استعمال اور کاربن ڈائی آکسائڈ کا اخراج افزائش کی مدت کے دوران بھی کرسکتا ہے۔ وہ ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں اپنے اخراج میں کمی لانے کے لئے زیادہ کام کررہے ہیں اگرچہ انہوں نے ایسا کرنے کے لئے کسی قسم کی کوئی پابندی یا ذمہ داری قبول نہیں کی اور نہ ہی کوئی وعدہ کیا ہے۔

متبادل توانائی کے ذرائع میں قابل تجدید اور موجودہ ذرائع شامل ہیں، لیکن انہیں وسیع پیمانے پرنہیں آزمایا گیا ہے کہ وہ کوئی نمایاں فرق پیدا کرسکتے۔ توانائی کے استعمال کے موثر اقدامات اور توانائی کی کمی کی نئی ٹیکنالوجی مثلاً آلودگی سے پاک کاریں، زمین سے نکالے ہوئے ایندھن پر انحصار کوکم کرنے کے طریقے بھی ہیں۔

میکسیکو کے قومی کمیشن برائے تحفظ توانائی نے بوائیلروں، ریفریجریٹروں، عمارات، بجلی کی موٹروں اور ایئر کنڈیشنروں کے لئے کارکردگی کے معیارات متعارف کرائے ہیں، لیکن بہت سے ممالک میں بعض ممکنہ متبادل کے لئے خاصی سیاسی اور شہری معاشرے کی مزاحمت پائی جاتی ہے۔ بہت سے لوگوں کو یہ خوف ہے کہ وہ مہنگے یا غیر موثر ہوں گے۔

اس وقت پیداوار اور خرچ کا تیل اور گیس پر بہت زیادہ انحصار ہے جسے توانائی کے دیگر ذرائع کی جانب منتقل ہونا بہت ضروری ہے۔ کیا یہ ممکن ہے؟

اقوام متحدہ کے ماحولیاتی پروگرام (یو این ای پی) کے مطابق ''موجودہ اور متوقع ٹیکنالوجی (متبادل توانائیوں اور توانائی کی موثر ٹیکنالوجیاں) زمینی ایندھن سے نکلے ہوئے کاربن ڈائی آکسائڈ کے عالمی اخراج کو 1990ء میں 6 بلین ٹن سے 2001ء میں 2 بلین ٹن تک کم کرسکتی ہیں۔

ثقافتی وسماجی عوامل

بہت سے ممالک میں گرین ہاؤس گیس کے اخراج میں کمی ایک اہم و بڑا عنصر توانائی کی بچت ہوگا۔ تعمیر میں استعمال ہونے والی توانائی کی مقدار میں کمی بھی اس میں شامل ہے۔ سائنسی تحقیق مسئلہ کا صرف ایک حصہ ہے۔ ٹیکنالوجی اختیار کرنا ثقافتی، سماجی، اداراتی اور تجارتی عوامل کا ایک الجھا ہوا اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ سات یورپی ممالک کے ایک مطالعے میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ توانائی کے بچاؤ کی حکمت عملیوں کی تدابیر کی پالیسی بناتے وقت اس حقیقت کا جاننا ضروری ہے کہ یہ ایک سماجی عمل ہے۔

ڈاکٹر الزبتھ شوو مرکز برائے سائنس اور ماحول لنکاسٹر یونیورسٹی۔ یوکے

بہت برسوں تک روایتی توانائی کے

شعبے نے متبادل توانائی کے ذرائع کو غیر موثر، چھوٹے پیمانے اور مہنگا ہونے کے باعث رد کیا گیا کہ ایک سے دوسرے طریقے کو اختیار کرنے کی قیمت بہت زیادہ ہے، لیکن اب یہ خیال شاید تبدیل ہونے کو ہے۔

متبادل توانائی کے شعبہ کی آہستہ رو افزائش، تیکنیکی ترقی، جدید سرمایہ کاری اور ماحولیاتی تشویش، متبادل توانائیوں کو دقیقہ اس حجم دینے کے لئے اکٹھا ہو رہے ہیں جس کی انہیں ضرورت ہے۔ کل کا میگزین انہیں ''نئی چیز'' کی حیثیت سے دیکھتا ہے تاکہ اسٹاک مارکیٹوں میں ہیجان پیدا کر سکے۔

''جب سرمایہ تبدیلی کی مزاحمت ...نے کی بجائے اسے خطرات سمیت قبول ...ئے تو مارکیٹیں پیدا ہوتی ہیں اور دنیا میں راتوں رات کایا پلٹ لیتی ہیں۔''

لیکن دیگر کچھ کم پرجوش ہیں انہوں نے متوجہ کیا ہے کہ صاف توانائی کے ذرائع کے لئے ان کے ظاہرہ جوش و ولولے کے باوجود تیل کی بڑی کمپنیاں آج بھی تیل اور گیس کے نئے ذرائع کی تلاش میں بہت آگے چلی گئی ہیں کہ شکی مزاج یہ کہتے ہیں کہ بڑی کمپنیوں کے ''گرین انرجی'' پروگرام تعلقات عامہ کی شق سے زیادہ کچھ نہیں ہیں۔

بنگلہ دیش، جنوبی چین کا سمندر اور چین اور جاپان کے درمیان واقع سینکا کو جزیرے وہ چند علاقے ہیں جہاں کمپنیاں اور حکومتیں تیل اور گیس کے نئے فیلڈ پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ اگر یہ اور دوسرے فیلڈ اتنے ہی زرخیز اور ثمر آور ہیں جتنا کہ ڈیولپر سمجھتے اور امید کرتے ہیں اور وہ انہیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال بھی کرنے لگیں تو وہ دنیا کو آنے والے بہت برسوں تک زمینی ایندھن پر انحصار جاری رکھنے کے قابل بنا دیں گے۔

زیادہ تر بجلی کوئلے یا دیگر زمینی ایندھن سے تیار کی جاتی ہے، بجلی کی تیاری میں ٹرانسپورٹ گرین ہاؤس گیسوں کی تخلیق کے بڑے مجرم ہیں

روشن دنیا۔ بجلی

دنیا کی زیادہ تر بجلی کوئلے یا دیگر زمینی ایندھن کو استعمال کرکے پیدا کی جاتی ہے۔ بجلی کی تیاری اور ٹرانسپورٹ گرین ہاؤس گیسوں کی تخلیق کے بڑے مجرم ہیں، لیکن بجلی پیدا کرنے کے ایسے بھی طریقے ہیں جو کم آلودہ ہیں۔ اسی مقدار میں اشیاء کی تیاری کے لئے بجلی کو کم استعمال کرنے کے طریقے بھی ہیں۔ اس لمحے ڈرامائی تبدیلی کی ایک مدت میں بہت سے عوامل ہیں۔ صنعتی ملکیت اور سرمایہ کاری، ٹیکنالوجی اور مال، انفارمیشن ٹیکنالوجی، اشیاء کا ڈیزائن اور عمل، سماجی و ماحولیاتی تشویش مل کر کہیں زیادہ صاف اور زیادہ موثر طور پر برقی قوت سے بھرپور اکیسویں صدی پیدا کر سکتے ہیں۔

امدادی رقم

بڑھتی ہوئی توانائی کی مارکیٹ میں نئی کمپنیوں اور نئی ٹیکنالوجیوں کو داخل ہونے کا منصفانہ موقع دینے کے لئے حکومتوں پر امدادی رقم اور ٹیکسوں کی چھوٹ کو ختم کرنے کے لئے دباؤ ہے جو زمینی ایندھن کی توانائی کا تحفظ کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر صنعتی ذرائع سے 250 فیصد کاربن ڈائی آکسائیڈ کے اخراج کے ذمہ دار 14 ترقی پذیر ممالک نے زمینی ایندھن کے ضمن میں امدادی رقم کو 1990ء اور 1995ء کے درمیان 45 فیصد تک کم کردیا جو 60 بلین ڈالر سے 33 بلین ڈالر تک تھی۔ امدادی رقم میں کمی۔ توانائی کے زیادہ موثر استعمال کے فروغ پر بڑا گہرا اثر ڈالتی ہے۔ اسی مدت میں او ای سی ڈی ممالک نے مالی امداد میں صرف 20.5 فیصد کمی کی جو 1245 بلین ڈالر سے 9 بلین ڈالر تک تھی۔

اس وقت امریکہ زمینی ایندھن کی صنعتوں کو 20 بلین سالانہ کے حساب سے امدادی رقم دیتا ہے۔ عالمی طور پر زمینی ایندھن کی کل امدادی رقم کا اندازہ تقریباً 300 بلین ڈالر سالانہ ہے۔ او ای سی ڈی کا اندازہ ہے کہ صرف یورپی یونین اور جاپان میں زمینی ایندھن کی امدادی رقم ختم کردی جائیں تو موثر اقدامات کا آغاز ہوسکتا ہے کیونکہ اس سے 2005ء تک کاربن ڈائی آکسائیڈ کے اخراج میں 13 فیصد تک کمی واقع ہوسکتی ہے۔

حکومتیں نئی کمپنیوں کی طرح پرانی کمپنیوں کو بھی سختی کے ساتھ ماحولیاتی معیارات پر عمل پیرا ہونے کا پابند بنا سکتی ہیں۔

پیمانہ

''مائیکرو پاور'' چھوٹے یونٹوں کے ذریعے بجلی پیدا کرنے کے لئے ایک مقبول ترین لفظ بن چکا ہے جو قومی گرڈوں کو بجلی پہنچا رہے ہیں یا نقطہ استعمال کے قریب ہیں۔ گھریلو پیمانے پر بجلی پیدا کرنے والے یونٹس بھی اب افق پر نمودار ہوچکے ہیں۔ مائیکرو پاور موثر، صاف اور سستی ہوسکتی ہے۔ ترقی پذیر ممالک اس کی جانب چھلانگ لگا کر بڑھ سکتے ہیں۔ خصوصاً غریب اور دیہی علاقوں کی خدمت کے لئے یہ فوری اقدام اٹھایا جاسکتا ہے کیونکہ دنیا بھر میں اب بھی دو بلین افراد بجلی کے گرڈوں (بجلی کے تاروں کے جال) سے منسلک نہیں ہیں۔

قابل تجدید توانائی کے ذرائع

دنیا بھر میں ہوا سے توانائی پیدا کرنے کی ٹیکنالوجی کو بہت تیزی سے فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ 1990ء سے 1998ء کی درمیانی مدت میں اس کی افزائش میں 22 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ جرمنی میں اس کا استعمال بہت زیادہ ہے۔ اس کے بعد امریکہ، ڈنمارک، انڈیا اور اسپین کے نام آتے ہیں۔

1990ء سے 1998ء کی مدت میں شمسی توانائی میں 15.9 فیصد اضافہ ہوا ہے شمسی سیلز کی قیمت تیزی سے گر رہی ہے اور جلد ہی توانائی کے مقابل ذرائع کی قیموں کی سطح پر پہنچ جائے گی۔ تیل کمپنی مثلاً بی پی نے شمسی توانائی پر اپنے اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے 1997ء میں نمایاں سرمایہ کاری کی بی پی کا خیال ہے کہ 2050ء تک دنیا کو توانائی کا 50 فیصد حصہ قابل تجدید ذرائع سے حاصل ہوگا۔ اس وقت کینیا میں شاید سب سے بڑی شمسی استعداد ہے۔ جسے کوئی مالی امداد (Subsidy) نہیں ملتی۔ تقریباً ایک لاکھ افراد چھوٹے شمسی پینل استعمال

توانائی کی مارکیٹ میں نئی کمپنیوں اور نئی ٹیکنالوجیوں کو داخل ہونے کا منصفانہ موقع دینے کے لئے حکومتوں پر امدادی رقم اور ٹیکسوں کی چھوٹ کو ختم کرنے کے لئے دباؤ ہے

کرتے ہوئے گھریلو استعمال کے لئے اپنی کار کی بیٹریاں چارج کرتے ہیں۔

ہائیڈروجن بھی شاید مستقبل کا ایک بڑا ایندھن ہوگا۔ ایندھن کے سیل ہوں گے جن میں ہائیڈروجن کی آمیزش ہوا کی آکسیجن سے ہوگی پھر وہ بجلی پیدا کریں گے۔ مذکورہ سیل تجارتی طور پر تیار ہونے کو ہیں۔ ایندھن کے سیلوں کی کچھ اقسام میں ضائع ہونے والا عنصر صرف پانی ہوگا۔

حیاتیاتی ارتکاز

حیاتیاتی ارتکاز (ایندھن کی لکڑی، کوئلہ اور زرعی فضلہ) 1995ء میں استعمال ہونے والی عالمی توانائی کا 14 فیصد شمار کیا جاتا تھا۔ یہ زمینی ایندھن کے مقابلے میں کہیں زیادہ ماحول دوست ہے اور آئی پی سی سی کی تجویز ہے کہ اسے 2001ء تک کل عالمی توانائی کا 25 سے 46 فیصد حصے پر مشتمل ہونا چاہئے۔ خصوصاً بجلی پیدا کرنے کے لئے درخت لگانے چاہئیں یا فضلاتی اشیاء استعمال کی جانی چاہئیں۔ مثلاً اسپین میں زیتون کا تیل نکالنے کے عمل سے پیدا ہونے والی کیچڑ کے فضلے سے ایک چھوٹے جنریٹر کو قوت فراہم کی جاتی ہے یہ جنریٹر چار دیہاتوں کے لئے بجلی پیدا کر رہا ہے۔

صاف کرنے والا زمینی ایندھن

امریکہ میں 50 فیصد بجلی کوئلے سے پیدا کی جاتی ہے۔ یورپ میں اس سے کم اور بھارت میں اس سے زیادہ شرح ہے۔ کوئلے کی مدد سے بجلی پیدا کرنے والی پلانٹس جدید ٹیکنالوجیوں کو استعمال کرکے پرانے پلانٹوں سے کہیں کم آلودہ اور موثر ثابت ہوسکتے ہیں۔ یو این ای پی کے مطابق موجودہ پلانٹوں کی یہ تبدیلی انہیں دہرا موثر بنادے گی۔ کوئلے کے ذخائر رکھنے والے ممالک مثلاً روس اور بھارت پر کوئلے کی صنعت کی جانب سے دباؤ ہے کہ وہ کوئلے کا استعمال جاری رکھیں۔ ماحول کے لئے کام کرنے والوں کا کہنا ہے کہ ''صاف کوئلہ'' جیسی چیز کا کوئی وجود نہیں ہے اور اس کا استعمال مرحلہ وار ختم ہونا چاہئے۔ 1990ء میں کرناٹک (انڈیا) میں ہونے والے ایک مطالعے کے مطابق زمینی ایندھن کے استعمال میں اضافے کے ریاستی منصوبے کے مقابلے میں اہلیت کی بچت اور قابل تجدید ذرائع کا امتزاج کم خرچ اور زیادہ پیداواری ہوگا۔

قدرتی گیس کا استعمال بڑھ رہا ہے۔ گیس ٹربائن سے پیدا ہونے والی بجلی دوسرے ایندھنوں کے مقابلے میں صرف ایک چوتھائی کاربن ڈائی آکسائیڈ پیدا کرتی ہے۔

ایٹمی توانائی

ایٹمی توانائی متنازعہ ہے۔ کچھ افراد جن میں ماحول کے لئے کام کرنے والے لوگ بھی شامل ہیں۔ اس کی حمایت کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ کوئلے کے مقابلے میں زیادہ ماحول دوست ہے اور عمومی تصور سے کہیں کم خطرناک ہے۔ عالمی توانائی کونسل نے اپنے گرین ہاؤس اخراج کو کم کرنے کے پروگرام کے ایک حصے کی حیثیت سے بھارت میں ایک ایٹمی توانائی ری ایکٹر کی تائید کی تھی۔ لیکن بہت سی غیر سرکاری تنظیموں اور حکومتوں کا کہنا ہے کہ ایک محفوظ اور دیرپا مستقبل میں ایٹمی توانائی کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ ایچ پی کے مطابق چند برسوں کی خاموشی کے بعد کم سے کم صنعتی ملکوں میں ایٹمی توانائی کا خرچ 1999ء میں 3.8 فیصد تک بڑھ گیا امریکہ میں یہ اضافہ بہت تیزی سے ہوا ہے۔

ماحول اور ترقی

بہت سے ترقی پذیر ممالک معاشی افزائش کے لئے بجلی کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ شاید وہ ابتداء میں اس بات سے فکرمند نہیں ہوتے کہ بجلی اکثر ماحولیاتی مسائل پیدا کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اکثر یہ بھی فرض کرلیا جاتا ہے کہ جیسے جیسے ممالک ترقی یافتہ ہوں گے ماحولیاتی مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے، لیکن اس کا ثبوت بہت معمولی ہے کہ واقعی ایسا کچھ رونما ہو جاتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جب بھی کوئی قطعی مطالبہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو پھر ماحولیاتی مسائل حل کئے جاتے ہیں۔ ایک ایسے مطالبے کی تخلیق کرنے والے عوامل کا پتہ چلانے کے لئے مزید تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر پیٹر پیئرسن مرکز برائے ماحولیاتی ٹیکنالوجی امپیریل کالج، لندن

نئی ٹیکنالوجیوں کا معیار حرکت

کچھ خوش فہم افراد یہ یقین رکھتے ہیں کہ ٹیکنالوجیکل ترقی ایک ایسا معیار حرکت اختیار کر رہی ہے کہ کاروبار حکومتوں کی کم سے کم ہدایت کے ساتھ مسائل کو حل کرنے کے قابل ہوں گے۔

ٹیکنالوجیکل بصارت کے حامل پال ہاوکن، آمورے لوونز اور ایل۔ ہنٹر لوونز یہ دلائل دیتے ہیں کہ موجودہ دستیاب ٹیکنالوجیوں کے ساتھ کاروبار کے لئے اپنے ڈیزائن، طریقہ کار اور تیار اشیاء میں تبدیلی لانا زیادہ منافع بخش ہوگیا ہے کیونکہ لاگت میں کمی ہوئی ہے۔ اگر وہ عقل سلیم سے کام لے کر چند تبدیلیاں لے آئیں تو دنیا کے گرم ہونے کا مسئلہ تقریباً غائب ہی ہوجائے گا۔

اگر توانائی کو موثر طریقے پر استعمال کیا جائے تو نصف خطرہ تو اسی وقت ختم ہوجائے گا۔ ایک چوتھائی خطرے کو جنگلات اور زمین کے بہتر انتظام سے ختم کیا جاسکتا ہے۔ اگر دیگر گرین ہاؤس گیسوں مثلاً (سی ایف سیز) کو آسانی سے تبدیل کردیا جائے تو بقیہ خطرے کے بیشتر حصے کا خاتمہ بھی ممکن ہے۔

''ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کاروباری حالات میں بنیادی تبدیلیوں کی دہلیز پر کھڑی ہے کیونکہ: ذرائع اشیاء گری انقلاب، عمل اور ضروریات کو اس وقت کاروبار کے لئے قابل نفع ماحول کے تحفظ کی ضرورت ہے۔ اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے کہ سائنس کیا گل کھلاتی ہے اس بات سے

(باقی صفحہ 22 پر)

مہر مارکر نوشیروانی

نئی صدی میں کرہ ارض کے تحفظ کے لئے مباحثہ

آئی یو سی این کے زیراہتمام عمان میں منعقدہ دوسری ورلڈ کنزرویشن کانگریس کی روداد

جب ہم نے عمان کے لئے سفر شروع کیا تو مجھے ایک وسیع و عریض صحرا نظر آیا جس نے مجھے کوئٹہ کی یاد دلائی۔ میں آئی یو سی این کی دوسری عالمی کانگریس میں شرکت کے لئے اردن جا رہی تھی۔ ہوائی اڈے سے ہوٹل آبجار کا سفر دلچسپ تھا۔ ہم زیتون کے جُھنڈوں، انگوروں کے باغوں اور پتھریلے مکانات سے گزرے جو مشرق و مغرب کا ایک عجیب و غریب امتزاج فراہم کرتا ہے۔

بہت سی پہاڑیوں پر واقع عمان ہے۔ اس لئے سارا وقت ایسا محسوس ہوتا کہ لڑھکتے ہوئے جا رہے ہیں۔ یہاں سڑکوں کا بہت اچھا جال بچھا ہوا ہے۔ ہوٹل آبجار چھوٹا، آرام دہ اور صاف تھا میرے کمرے سے ایک بہت خوبصورت نیلی مسجد دکھائی دیتی تھی مجھے وہاں پہنچ کر بہت خوشی ہوئی تھی میں کانگریس اور پھر چھٹیوں کی منتظر تھی۔

کمرے میں پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد میں گروپ کے دیگر افراد سے ملی۔ آئی یو سی این کے اسٹاف نے ہمیں بتایا کہ ہمیں شام کو بریفنگ اور واضح صورتحال کے جائزے کے لئے اسپورٹس سٹی پہنچنا ہے۔ یہ میری پہلی کانگریس تھی۔ اگرچہ کہ میں ماحولیاتی مسائل پر کئی برسوں سے کام کر رہی ہوں لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ میں اسے عالمی سطح پر اکٹھا ہوتے دیکھتی اس لئے میں رجائیت پسندی اور امیدوں سے پر تھی۔ المناک شہر بیت المقدس میں ہونے والے بعض واقعات کے بارے میں میرا علم محدود تھا۔ جنہوں نے مجھ پر بعد میں بہت گہرا اثر چھوڑا۔

ارتھ فورم

''ہماری منزل کیا ہے؟ نئی صدی میں کرہ ارض کے لئے امیدیں اور امکانات''

کانگریس کا غیر سرکاری افتتاح ارتھ فورم سے شروع ہوا۔ دن کا یہ اجلاس حالیہ اور مستقبل کے ماحولیاتی بحث و مباحثے پر تھا۔ میں نے چہروں کو نام دینے شروع کئے۔ مارٹن ہالکیٹ، موریس اسٹرانگ، ڈائریکٹر جنرل آئی یو سی این۔ مارٹینا وان، بائبر اسٹین کوچ ویسر۔ صدر۔ یولینڈا کاکاباد سے۔ اور دیگر افراد جنہیں میں نے اس میدان میں کام کرنے کے برسوں کے دوران سنا تھا۔

پرانے دوستوں جیسے مارک ہیلی جنہوں نے برسوں پہلے 1985ء میں مجھے عورتوں پر قدرتی وسائل کے اثرات کی اصطلاح سے متعارف کرایا اور آئی سی یو این بینکاک دفتر کے ذاکر سے ملاقات بہت اچھی رہی۔

ملکہ نور نے اجلاس کا افتتاح کیا بحث کے موضوع پائیدار ترقی، شہری معاشرہ ماحولیاتی تنازعات اور تصادم اور ریو+10 پر مرتکز تھے۔ حالیہ بحث و مباحثہ اور مسائل کے تصورات کی توضیح کے ضمن میں، میں نے بہت کچھ سیکھا لیکن میں آئی یو سی این کی صدر کو سن کر حیران ہوئی جنہوں نے کہا کہ شیکل میں جو کچھ ہوا وہ اسے سمجھ نہیں پائی ہیں ماحولیاتی ایکٹوسٹ گروپوں نے شیکل میں کارروائی میں گڑبڑ پیدا کی اور مقصد کو نقصان پہنچایا۔

شام کو رومن تھیٹر میں افتتاحی تقریب منعقد ہوئی اردن کی ملکہ نور حد درجہ نفیس خاتون اور جادو بیان مقررہ ہیں۔ ہم دو ہزار قدیم دائرہ نما تھیٹر میں جہاں رائل گارڈ بینڈ کی مغربی اور عربی موسیقی سے محظوظ ہوتے رہے یہ ایک بہت ہی خوشگوار شام تھی۔

باہم اثر پذیر اجلاس

کانگریس کے دو دن باہم اثر پذیر اجلاسوں کے لئے وقف تھے۔ بنیادی طور پر یہ مختلف مسائل پر ورکشاپس تھیں۔ جن کا مقصد شرکاء کی جانب سے بحث و مباحثہ اور ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ خیال کے لئے وقت مہیا کرنا تھا۔ میں نے چار اجلاسوں میں شرکت کی جو آئی یو سی این کے لئے ایک نئی حکمت عملی کا کردار۔ ماحولیات اور سلامتی جزیرے، ساحلی اور سمندری ماحولیاتی نظاموں کی ذہنی صحت، مقامی حل جو سماجی انصاف اور ثقافتی تنوع کو فروغ دیں، قدرتی ذرائع کے انتظام میں صنفی کردار اور زراعت، حیاتیاتی تنوع، معیشت اور معاشرہ کے موضوعات پر تھے۔

ہر ورکشاپ کا معیار بہت اچھا تھا۔

مقررین نے بہت زیادہ معلومات فراہم کیں۔ پیشکشیں دلچسپ تھیں جن سے مجھے علم ہوا کہ دیگر ملکوں میں کیا ہو رہا ہے۔

ماحولیات اور تحفظ و سلامتی نمایاں مسائل ہیں این ڈبلیو ایف پی کی کیس اسٹڈی دلچسپ لیکن بہت مختصر تھی مجھے مایوسی ہوئی۔ میں ایک زیادہ بھرپور پیشکش کی توقع کر رہی تھی، لیکن مکمل طور پر یہ ایک اچھی ورکشاپ تھی۔

ماحول اور تحفظ کا تمام مسئلہ ایک چیلنج ہے جیسا کہ ایک شریک نے کہا کہ تحفظ و سلامتی سے مراد خوف سے آزادی ہے۔

ورکشاپوں نے اپنے نتائج و ماحاصل کو مستقبل کے لئے آئی یو سی این کے ایجنڈے سے منسلک کرنے کی کوشش کی۔ اور اگر یہ ممکن ہوسکا تو میرا خیال ہے کہ وہ بہتر سمت مہیا کریں گے۔ پھر بھی میں نے محسوس کیا کہ مقررین کی تعداد بہت زیادہ تھی اور ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کرنے اور بحث و مباحثہ کے لئے کافی وقت نہیں تھا۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا مقررین میں جنوبی ایشیا سے بہت کم نمائندگی تھی۔ جن اجلاسوں میں، میں نے شرکت کی ان میں رندنا شیوا نے زراعت پر ایک بہترین تقریر کی۔ رانی نے صنفی ورکشاپ کی صدارت کی تھی۔ ان کے علاوہ جنوبی ایشیا سے کوئی اور مقرر نہیں تھے۔

اس کمی کی دو ممکن وجوہات ہیں ایک طرف سے تو یہ سوال اٹھتا ہے کہ مقررین کا چناؤ کس طرح ہوتا ہے اور کس قسم کی کیس اسٹڈیز شامل ہوں گی۔ کیا جنوبی ایشیا میں ایسا کچھ نہیں ہو رہا ہے جو اس قسم کے فورم میں پیش کرنے کے قابل ہو؟ مجھے آسٹریلیا کے شمالی جھینگا مچھلی کے بارے میں معلومات دلچسپ لگیں۔ میں یہ سوچے بناء نہ رہ سکی کہ ہمارے پانیوں میں بڑے وسیع ٹرالر موجود ہیں ٹنوں کے حساب سے آلودگی ہمارے ساحلی جنگلات کو برباد کر رہی ہے اور ضرورت سے زیادہ ماہی گیری نے ہزارہا مچھیروں اور عورتوں کے روزگار کو خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔

ہمارے پانیوں میں بڑے ٹرالر موجود ھیں ٹنوں کے حساب سے آلودگی ھمارے ساحلی جنگلات کو برباد کر رھی ھے جس سے ماھی گیری خطرات سے دوچار ھے

جنوبی ایشیا کے خطے کے مسائل زیادہ بنیادی ہیں اور انہیں بین الاقوامی فورمز میں بھرپور اور زوردار طریقے پر پیش کرنا ضروری ہے کیونکہ یہیں پر حمایت کے بیج بوئے جاسکتے ہیں۔ آئی یو سی این کے کیس میں قراردادوں نے یونین کی سمت اور کمٹمنٹ کا اہم جزو تشکیل دیا۔ قراردادوں کی زبان بنیادی حقائق سے لی گئی تھی۔ اگر جنوبی ایشیا کی آواز کمزور ہوگی تو اسے سنا نہیں جائے گا۔

انتخابات

میں نے آئی یو سی این کے انتخابات کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا۔ یہ کانگریس میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مغربی ایشیا سے ریجنل کونسلر خاور ممتاز اپنی دو معیاد پوری کر چکی تھیں۔ پاکستان سے علی اکبر کھڑے ہو رہے تھے کانگریس سے پہلے ہی بہت زیادہ لابنگ اور انتخابی مہم جاری تھی اور ہم نے وہاں موجود رہ کر پس منظر میں ہونے والی سیاست دیکھی انتخاب بذات خود ایک بہت سادہ سا عمل ہے۔ فارم بہت آسانی سے پر کئے جاسکتے تھے۔ مغربی ایشیا سے صرف تین ہی امیدوار تھے جن کا تعلق پاکستان، کویت اور سعودی عرب سے تھا یہ تینوں ہی منتخب ہوگئے۔ یہ جنوبی اور مشرقی ایشیا تھا جو سب سے زیادہ دلچسپ مگر مایوس کن تھا۔

چھ امیدواروں میں سے دو کا تعلق بھارت اور ایک کا بنگلہ دیش سے تھا۔ اس طرح ووٹ تین حصوں میں تقسیم ہوگئے اور ان میں سے کوئی بھی منتخب نہیں ہوسکا اور ان کی بجائے چین، جاپان اور فلپائن نے انتخابات جیت لئے۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ یہ غلط حکمت عملی کوتاہ اندیشی اور اتحاد کے احساس سے مبرا تھی۔ اگر جنوبی ایشیا کا بلاک ایک یا دو امیدواروں کا انتخاب کرلیتا تو کوئی ایک تو منتخب ہو جاتا۔ اس طریقے پر بنگلہ دیش نے اپنے امیدوار کو ووٹ دیا اور بھارت کا ووٹ دو میں تقسیم ہوگیا۔

اور اس طرح جنوبی ایشیا ایک بار پھر بے یار و مددگار رہ گیا۔ میرا یہ خیال ہے کہ عظیم مقصد کے لئے ہمیں اپنی اندرونی رقابتوں اور انا سے بالاتر ہونا سیکھنا پڑے گا۔

کمیشن چیئرز کے درمیان تعلیم اور کمیونیکیشن کے کمیشن کے لئے ایک بھارتی امیدوار تھا وہ بھی انتخاب ہار گیا۔ چنانچہ اب کونسل میں جنوبی امریکیوں اور یورپین کا غلبہ ہے۔ مجھ پر یہ حقیقت بھی کھلی کہ پس منظر میں بہت سیاست کھیلی جاتی ہے۔ علاقے سیاسی نسبت سے ووٹ دیتے ہیں اور ہمیشہ میرٹ کے مطابق نہیں دیتے۔ ٹریڈنگ بھی ہوتی ہے، پرانی سیاسی تنازعات ابھر کر آتے ہیں۔ نسلی اور مذہبی گروپوں میں اتحاد ہو جاتا ہے۔ جو کچھ مجھے بتایا گیا اس کے مطابق آئی یو سی این کونسل میں جنوبی ایشیا کی عموماً بہت چھوٹی سی نمائندگی ہوتی ہے۔ بذات خود یونین میں کونسل ایک انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اسے دیکھتے ہوئے تو بہت افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے علاقے کی نمائندگی کمزور ہے۔

پاکستان کی کارکردگی بہتر رہی۔ مغربی ایشیا میں ہمارا ایک ریجنل کونسلر ہے۔ ہم نے جو قراردادیں پیش کیں انہیں قبول کرلیا گیا این جی او اور سرکاری شرکاء کے درمیان کوئی تنازعہ یا تصادم پیدا نہیں ہوئے۔

قراردادیں

قراردادیں کانگریس کا ایک بڑا حصہ ہوتی ہیں۔ پاکستان کی این جی اوز نے سات قراردادیں پیش کیں۔ مجھے یہ تمام عمل بہت دلچسپ اور معلوماتی لگا۔ آئی یو سی این جن مسائل سے نمٹتا ہے اور ان کی تفصیلات کی بصیرت مہیا کرتا ہے۔ ان قراردادوں کی تیاری میں ممبرشپ کی اہمیت۔ ان پر ووٹنگ اور پھر مستقبل کے لئے آئی یو سی این کی جانب سے کمٹ منٹس کو یقینی بنانا۔ ان سب تفصیلات کا علم ہوا۔

کسی قرارداد کی حمایت یا مخالفت میں ووٹ دینا ہیجان انگیز تھا میں نے بحث و مباحثہ، دیگر ارکان کے جذبات کے اظہار اور ان کی مخالفانہ نقطہ نظر سے بہت لطف اٹھایا۔

ہر رکن این جی او کا ایک ووٹ تھا۔ شرکت گاہ کو کچھ ایسی این جی اوز کے پراکسی

ووٹ بھی مل گئے تھے جو شرکت نہیں کر پائی تھیں۔ ان این جی اوز نے شرکت گاہ کو تحریری اجازت دی تھی کہ وہ ان کی جانب سے رائے دے سکتی ہے سی ای ای ایس کی قرارداد خاصی متنازعہ تھی اس کے پیچھے خاصی سیاست تھی، لیکن اسے بہت زیادہ بحث و تکرار کے بغیر قبول کرلیا گیا اور ہم سب نے سکون کا سانس لیا۔

قراردادوں کا پورا عمل پیچیدہ اور تھکا دینے والا تھا میں نے آئی یو سی این پاکستان سیکریٹریٹ کا پس منظر کا کردار اور خوشگوار و موثر عمل کو یقینی بنانے کے لئے ان کا انتھک کام دیکھا۔ یہ بھی بہت واضح تھا کہ کچھ لوگ دوسروں کے مقابلے میں آئی یو سی این کے کام کرنے کے انداز کو بہتر طریقے پر جانتے تھے۔ جب کبھی کوئی قرارداد متنازعہ بننے لگتی تو سر مارٹن ہولگیٹ مداخلت کرتے اور کوئی نہ کوئی حل تلاش کر لیتے۔

کاروباری و تیکنیکی بحث و مباحثہ

کاروباری اجلاس میں آئی یو سی این کے پروگرام مالیاتی منصوبے، ممبر شپ فیس اور پالیسی اور آڈیٹروں کی رپورٹیں زیر بحث آئیں۔ ممبر شپ فیس میں 3 فیصد اضافے کی تجویز نے خاصی طویل بحث چھیڑی کیونکہ بہت سے اراکین یہ محسوس کرتے تھے کہ اس سے ممبر شپ پر ناموافق اثر پڑے گا اور دوسروں کی شمولیت کی حوصلہ شکنی ہوگی۔

مجھے پروگرام میٹنگوں میں شرکت کے مواقع بہت کم ملے کیونکہ پروگراموں اور اجلاس عام کی نشست بیک وقت ہو رہی تھی جبکہ میں دونوں میں شریک نہیں ہوسکتی تھی۔

پھر بھی میں نے ویسکاٹا کی ایک میٹنگ میں شرکت کی اور یہ جھنے سے قاصر رہی کہ پاکستان مغربی ایشیا کے حصے کی حیثیت سے کیا کر رہا تھا۔ میٹنگ ایک دھماکے سے کم نہیں تھی فرانسیسی اور عربی کے درمیان مجھے ایک لفظ بھی سمجھ میں نہیں آسکا۔ اگرچہ کہ مغربی ایشیا میں رہ کر پاکستان کو ایک سیاسی فائدہ ہوا ہے لیکن جہاں تک مسائل اور زبان کا تعلق ہے مجھے چند ہی نسبتی نکات ملے۔

ایک ایسی زمین جس نے دنیا کے تین بڑے مذاہب کو جنم دیا آج خون خرابے کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے، مذہب امن، برداشت اور رواداری سکھاتا ہے لیکن مذہب کے نام پر سب سے زیادہ جنگیں لڑی گئی ہیں

دیگر پیش منظر

ماحولیاتی مسائل اور حالیہ بحث و مباحثوں کے معنوں میں، میں نے بہت کچھ سیکھا بھی تھا۔ مستقبل کے لئے آئی سی یو این کی سمت کا فیصلہ کرنے کے لئے ممبر شپ کی اہمیت کو دیکھا اور پس منظر میں ہونے والی سیاست کا بھی نظارہ کیا۔ یہ عقدہ بھی کھلا کہ بقاء کے لئے یہ ایک سخت جان تنظیم ہے۔ صرف ایک چیز جو مجھے پریشان کرتی ہے وہ اصطلاحات، زبان اور رسائی میں ایک باریک بین اور سبک تبدیلی ہے جس کا اندازہ میں نے چیئرمین کے پیڈروں کے اندر لیا۔ صدر نے شیئل میں ماحولیاتی ایلنوست پر اپنی تقریر میں تنقید کی۔ ڈی سی کے خطاب میں عالمی بینک کا تذکرہ کیا گیا۔ ڈی سی نے اپنے ایک انٹرویو میں عالمی بینک کو ایک ''بہت اہل ترقیاتی ادارہ'' قرار دیا۔ لفظ اسٹیکر ہولڈر کی جگہ شیئر ہولڈر کا استعمال ہوا۔ یہ وہ تبدیلیاں تھیں جن کی مجھے توقع نہیں تھی۔

عالمی بینک کے رویے کی جانب یہ قدم پریشان کن ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ اس کا مطلب کوئی انتہائی بنیادی تبدیلی نہیں ہوگا کیونکہ ممبر شپ میں ہمارے لئے آئی یو سی این انسانی چہرہ رکھنے والی ایک بین الاقوامی تنظیم ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ حالیہ پیش منظر تبدیل نہیں ہوگا۔

گولیوں کی بوچھاڑ میں

کانگریس کے اختتام پر میں اردن میں دو ہفتوں کی چھٹیاں منانے کی منصوبہ بندی کر رہی تھی، لیکن علاقے میں سیاسی واقعات بدتر ہو رہے تھے۔ فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کے درمیان تصادم میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا اور جب تک کانگریس کا اختتام ہوا میں نے گھر واپس آنے کا فیصلہ کرلیا۔

سب سے پہلے میں نے بے چینی و بے سکونی کو اس وقت محسوس کیا جب ہم میں سے کچھ لوگوں نے رات کو باہر کھانے پر جانے کا فیصلہ کیا۔ ریستوران جاتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور نے ہمیں غلط جگہ پر اتار دیا چنانچہ ہمیں بقیہ راستہ پیدل چلنا پڑا۔ جب ہم ایک چوراہے پر پہنچے تو میں نے محسوس کیا کہ ٹریفک بالکل ساکت ہوگیا ہے۔ لوگ اپنی کاروں کی چھتوں پر چڑھ رہے تھے اور چوراہے پر ٹینک کھڑے تھے۔ میں جم سی گئی۔ میں سوچنے لگی کہ ہم جنگ کے کسی علاقے میں آگئے ہیں۔ چند سیکنڈ بعد فوجی دستہ تیزی سے گزرا۔ خوف کے مارے برا حال تھا کہ میں نے ایک جیپ کو گزرتے دیکھا جس کے گرد انسانی ڈھال تھی۔ گارڈ اپنی بندوقوں سے لوگوں کو نشانہ بنائے ہوئے تھے وہ جیپ کی کھڑکیوں سے باہر نکلے ہوئے تھے وہ جیپ کو گھیرے میں لئے ہوئے تھے۔ مجھے بتایا گیا کہ وہ فدائی تھے۔ جب تک میں ریستوران پہنچی میرے گھٹنے کپکپا رہے تھے۔

یہ مشرق وسطیٰ تھا۔ میں نے دس دن میں مشرق وسطیٰ کی سیاست پر ایک کریش کورس کرلیا تھا اور یہ محسوس کیا تھا کہ ایک جنگی علاقے کے مرکز میں ہونا کیسا ہوتا ہے ملکہ نور نے اپنی افتتاحی تقریر میں علاقے میں ہونے والے تشدد کا تذکرہ کیا تھا اور ہم نے امن کے لئے دعا کی تھی۔ آٹھ دن بعد انہوں نے اپنی اختتامی تقریر میں ایک بار پھر بین الاقوامی کمیونٹی سے درخواست کی کہ وہ تشدد کے خاتمے کے لئے مداخلت کریں۔

ایک رات میزبان ملک کی جانب سے ہمیں عشائیے کے لئے بحر مردار لے جایا جا رہا تھا۔ یہ وہی شام تھی جب اسرائیل نے فلسطینیوں کو الٹی میٹم دیا تھا کہ تشدد کو 24 گھنٹوں کے اندر رکنا چاہئے ورنہ۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ بحر مردار اردن کو صرف چند کلومیٹر کے فاصلے سے فلسطین سے

(باقی صفحہ 22 پر)

تحفظ یافتہ علاقوں پر قرار داد کا مسودہ

اسے کانگریس نے منظور کیا، آئی یو سی این پاکستان نے پیش کیا اور شہری سی بی ای نے اسپانسر کیا

کان کنی اور تیل و گیس کی تلاش کے منفی اثرات سے تحفظ یافتہ علاقوں کی حیاتیاتی تنوع کا تحفظ و بچاؤ۔

اس خیال سے کہ کرہ ارض کا ایک بڑا حصہ مختلف تعریفوں اور اقسام کے تحفظ یافتہ علاقے حیاتیاتی تنوع۔ خطرات سے دوچار انواع مقامی برادریاں طرز زندگی اور ثقافت کا گھر ہے۔

یہ دھیان رکھتے ہوئے کہ تحفظ یافتہ علاقے عالمی آب و ہوا کے توازن کی باقاعدگی کے لئے ایک اہم قدرتی نظام کی حیثیت سے عمل کرتے ہیں۔

یاد تازہ کرتے ہوئے کہ آئی یو سی این کی رکن ریاستوں کی ایک بڑی اکثریت حیاتیاتی تنوع کے کنونشن پر دستخط کر چکی ہے۔

یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ آئی یو سی این کی رکن ریاستوں حیاتیاتی تنوع کے تحفظ کی ضمانت کے لئے تحفظ یافتہ علاقوں کے قومی نظام کو تشکیل دے چکی ہیں۔

تحفظ یافتہ علاقوں میں حیاتیاتی تنوع کے تحفظ کو لاحق خطرات کے خصوصی حوالے کے ساتھ دنیا بھر میں کانکنی اور معدنیات کی تلاش کی تیز رفتار افزائشی سرگرمیوں سے منسلک منفی سماجی اور ماحولیاتی اثرات کے باعث تشویش و خدشات پائے جاتے ہیں۔

اعتراف کرتے ہوئے کہ ریاستوں ماحولیاتی گروپوں اور خطرات سے دوچار کمیونٹیوں کی مثبت کوششوں کو قدرتی تحفظ کے لئے مضبوط قانون ساز ذرائع کی ضرورت ہے۔

عمان، اردن میں 4 سے 11 اکتوبر 2000 کو ہونے والے عالمی تحفظ کنونشن کا دوسرا اجلاس

1۔ آئی یو سی این کی رکن ریاستوں کو دعوت آواز ہے کہ وہ آئی یو سی این کے تحفظ یافتہ علاقوں کے انتظام کی کیٹیگری ایک تا چار سے مطابقت رکھتے ہوئے تحفظ یافتہ علاقوں میں معدنی ذرائع کی تلاش اور انہیں نکالنے کی ممانعت کریں۔

2۔ سفارشات

اے: کیٹیگری 5 اور 6 میں تلاش اور مقامی طور پر نکالنا صرف اسی وقت قابل قبول ہوگا جب کانکنی پروجیکٹ کی مجوزہ سرگرمیوں کی نوعیت اور حد تحفظ یافتہ علاقوں کے مقاصد کے ساتھ پروجیکٹ سرگرمیوں کی موزونیت ظاہر کریں۔

بی: مقامی طور پر تلاش اور کانکنی کی اجازت کے لئے پروجیکٹ کی ایک ماحولیاتی اثرات انداز (EIA) کی ضرورت ہے۔ ای آئی اے کے مسودے کی دستاویز عوام کے سامنے پیش کرنے کے بعد متعلقہ اہل ادارے اور اسٹیک ہولڈر گروپوں کی منظوری درکار ہوگی ...... اور

سی: تلاش اور کانکنی کے منظور شدہ منصوبے سخت منصوبہ بندی، عملی سرگرمی، باقاعدہ نگرانی اور استعمال کے بعد بحالی حالات سے مشروط ہیں۔

3) اصرار ہے کہ تحفظ یافتہ علاقوں کی سرحدوں میں مجوزہ تبدیلیاں یا ان کی درجہ بندیاں تاکہ معدنی ذرائع کی تلاش اور نکالنے کی اجازت مل سکے یہ سب طریقہ کار وعمل سے مشروط ہوں کم سے کم اتنے ہی سخت ہوں جتنے کہ وہ لوگ جو تحفظ یافتہ علاقوں کے عملے میں شامل ہیں۔

4) سفارش کی جاتی ہے کہ معدنی ذرائع اور نکالنے اور منسلک بنیادی ڈھانچے کا ترقیاتی کام (جو تحفظ یافتہ علاقے سے باہر ہوگا لیکن جن اقدار کے لئے تحفظ یافتہ علاقے قائم کئے جاتے ہیں ان پر منفی اثرات ڈالتے ہیں) مندرجہ باتوں سے مشروط ہوگا۔

ای آئی اے کی تیاری اور اس کے مسودے کی دستاویز کو عام لوگوں کے سامنے پیش کرنے کے بعد متعلقہ اہل ادارے اور اسٹیک ہولڈر گروپوں سے منظوری اور ......

بی۔ سخت منصوبہ بندی، عملی سرگرمی، باقاعدہ نگرانی اور استعمال کے بعد بحالی حالات

اسپانسرز

شہری، شہری برائے بہتر ماحول، پاکستان

لبنان میں سوسائٹی برائے تحفظ قدرت اور قدرتی ذرائع (SPNL)

گرین لائین ایسوسی ایشن لبنان

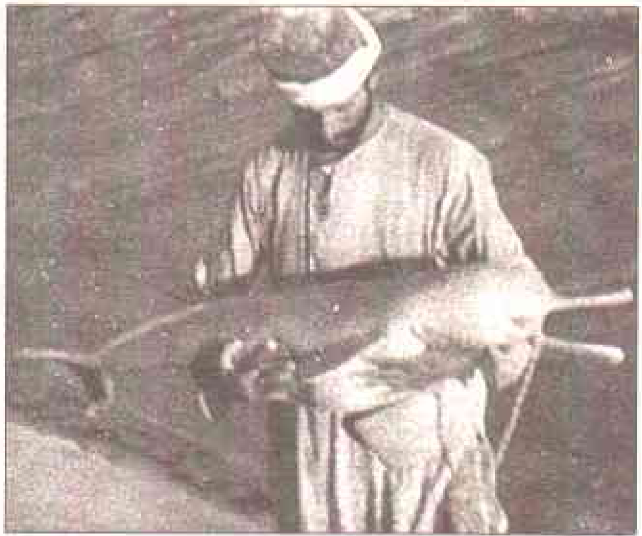

کیا آپ جانتے ہیں

ڈولفن کو مچھلی قرار دیا جاتا ہے حالانکہ وہ درست معنوں میں مچھلی نہیں ہے کیونکہ انہیں سانس لینے کے لئے 40-30 سیکنڈوں کے لئے سطح آب پر آنا پڑتا ہے۔ ان کی خوراک جھینگے اور چھوٹی مچھلیاں ہیں جن کی تلاش میں وہ چھوٹی جھیلوں میں داخل ہوجاتی ہیں اور مچھیروں کے جال میں پھنس جاتی ہیں۔ تازہ پانی کی ایسی ڈولفن کے بارے میں عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ دودھ پلانے والے زمینی جانوروں کی نسل سے ہیں اور وہیل کی پیشرو ہیں۔

برصغیر میں پائی جانے والی اندھی ڈولفن سوسو یا گنگا ڈولفن کہلاتی ہیں۔ ان کی لمبائی 2 سے 2.5 میٹر ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ تازہ پانی کی دیگر ڈولفن صرف جنوبی امریکہ اور چین میں پائی جاتی ہیں۔

ہمارے برصغیر میں دو اقسام کی ڈولفن پائی جاتی ہیں۔ ایک گنگا کی قسم ہے اور دوسری دریائے سندھ کی ہے۔

دریائے گنگا میں کافی تعداد میں ڈولفن موجود ہیں لیکن انہیں بھارتی ماہی گیروں کے ہاتھوں خطرات لاحق ہیں۔ پاکستان میں بھی کم وبیش یہی حالات ہیں بس فرق اتنا ہے کہ یہاں یہ خطرات ذرا کم پیمانے پر ہیں۔ دریائے سندھ میں تقریباً 300 ڈولفن ہیں۔ یہ دریائے سندھ پر واقع گدو بیراج سے سکھر تک کے علاقے میں پائی جاتی ہیں۔ اگرچہ کہ اس علاقے کو خصوصی حیثیت دی گئی ہے لیکن ماہی گیری بلا روک ٹوک جاری ہے۔ آبی پودوں کی افزائش نے بھی دریا کی تہہ میں اضافہ پیدا کیا ہے چنانچہ ڈولفن اتھلے پانی میں پھنس جاتی ہیں۔ اندھی ڈولفن کی سب سے زیادہ تعداد کو تونسہ بیراج میں دیکھا جاسکتا ہے جہاں پانی میں آسانی سے ان کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔

کیا جنت اور کیا دوزخ

ایک جاپانی کہانی ہے کہ ایک شریک جن سیمورائی نے ایک دفعہ ایک زین راہب کو چیلنج کیا کہ وہ جنت اور دوزخ کے تصور کی تشریح و وضاحت کرے، لیکن راہب نے بیزاری سے جواب دیا کہ ''تم دہقان و گنوار کے سوا کچھ نہیں ہو۔ میں تم جیسوں کے ساتھ اپنا وقت برباد نہیں کرنا چاہتا۔

سیمورائی کی عزت و وقار پر حملہ ہوا تھا۔ وہ غصے میں نیام سے تلوار نکال کر چلّایا ''میں تمہیں تمہاری گستاخی پر قتل کرسکتا ہوں۔''

''یہ وہ دوزخ ہے'' راہب نے سکون سے جواب دیا۔

راہب نے جس سچائی کی طرف اشارہ کیا تھا اسے دیکھ کر وہ حیران اور پریشان ہوگیا کیونکہ غصے نے اس پر قابو پالیا تھا۔ سیمورائی فوراً ہی پرسکون ہوگیا نیام میں اپنی تلوار ڈال کر وہ راہب کے سامنے تھوڑا سا جھکا اور اس بصیرت کے لئے اس کا شکریہ ادا کیا۔

راہب نے کہا ''اور یہ جنت ہے۔''

(جذباتی ذہانت۔ ڈینیل گولمین)

اِدھر اُدھر سے

ہم سب شیمپو استعمال کرتے ہیں لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ اس کی تیاری میں کون سے اجزاء استعمال کئے جاتے ہیں اور وہ کیا کرتے ہیں؟ اس میں شامل CETYL الکحل، اسٹیرول (STEAROL) الکحل گلیکول اسٹریٹ (GLYCOL STEARATE) چکنائی ہیں جو تیل کی حیثیت سے عمل کرتے ہیں اور بالوں کو الجھنے سے محفوظ رکھتے ہیں۔ ڈیمتھیکون کو پولیول (DIMETHICON COPOLYOL) بالوں میں چمک پیدا کرتا ہے اور توت کی یورش کی کم کردیتا ہے۔ گورگم (GOURGUM) بالوں میں حجم پیدا کرتا ہے۔ پینتھنول (PANTHONOL) نامی وٹامن نمی پیدا کرنے کا کام سر انجام دیتا ہے۔ اور ہائیڈرولائزڈ اینمل پروٹین (HYDROLYZED ANIMAL PROTIENS) کنڈیشنرز کا کردار ادا کرتے ہیں۔

بقیہ: توانائی

بھی غرض نہیں ہے کہ کون سب سے پہلے قدم اٹھاتا ہے۔ یہ دلائل الٹ ثابت ہوئے ہیں کہ گرین ہاؤس گیسوں میں اضافے کی شرح کو معتدل کرنا معاشی طور پر نقصان دہ اور مہنگا ثابت ہوگا۔ ہماری عالمی آب و ہوا کو لاحق خطرے کو دور کرنے پر زیادہ نہیں کم خرچ ہوگا۔

تبدیلی کے لئے مائل کرنا

دوسرے یہ یقین کرتے ہیں کہ زمینی ایندھن کے استعمال میں تبدیلی لانے کے لئے حکومتوں اور دوسروں کی لیڈرشپ اور اقدامات کی ضرورت ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ وجود برقرار رکھے۔ نئی ٹیکنالوجیوں اور رویوں کی نئی وضع قطع اختیار کرنے کے فوائد سے لوگوں کے ساتھ ساتھ کاروبار کو بھی قائل کرنے کی ضرورت ہے۔ حکومتوں اور عام لوگوں کے درمیان اعتماد کی تعمیر لازمی ہے۔

(بس ایک بہت گرم ہوا؟ موسم کی تبدیلی پر ایک گہری نظر کونشن۔ پی اے این او ایس انسٹی ٹیوٹ۔ لندن۔ یو کے۔)

بقیہ: عالمی یوم خواتین

اور زچگی سے متعلق پیچیدگیوں کے باعث زندگی بھر تکالیف اٹھاتی ہیں۔

اس ورکشاپ میں صنفی امتیاز پر مبنی نصاب پر تنقید کی گئی۔ پرائمری اسکولوں کی نصابی کتابوں کے بعض اسباق میں یہ دکھایا گیا ہے کہ لڑکا فرصت کے اوقات میں کھیلنے کے لئے باہر چلا جاتا ہے جبکہ لڑکی گھریلو کاموں میں اپنی ماں کا ہاتھ بٹاتی ہے۔ مقررین نے صنفی امتیاز پر مبنی نصاب پر نظرثانی کا مطالبہ کیا۔

ورکشاپ کی مہمان خصوصی ڈاکٹر روتھ فاؤ تھیں۔ وہ جذام کے لئے حکومت پاکستان کی مشیر ہیں اور برسوں سے پاکستان و افغانستان میں جذام کے خاتمے کے لئے سرگرم عمل ہیں ان کا کہنا تھا کہ پاکستان میں اس بیماری پر قابو پالیا گیا ہے اور امید ہے کہ اگلے برس افغانستان میں بھی اس پر قابو پالیا جائے گا۔

راستی اور تحریک نسواں دو تھیٹر گروپ تھے جنہوں نے اپنے ڈراموں کے ذریعے خواتین کی حالت زار اور معاشرے میں ان سے روا سلوک پر روشنی ڈالی۔ بی بی سی کی بنائی گئی ایک فلم بعنوان ''پاکستان میں عورتوں کے خلاف تشدد'' بھی دکھائی گئی۔ اس موقع پر مختلف گروپوں کی جانب سے قومی نغمے، خاکے اور ٹیبلو پیش کئے گئے۔

مجموعی طور پر یہ ایک کامیاب میلہ تھا جس میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی اور تفریح کے ساتھ ساتھ خواتین کی حیثیت سے متعلق معلومات بھی حاصل کیں۔

(آئی پی سی فیچر سروس)

بقیہ: کرہ ارض کا تحفظ

الگ کرتا ہے۔ ہمارے عشائیے کا مقام بھی یہیں تھا۔ جہاں دو ہزار غیر ملکی مندوبین اور امریکی اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ مدعو تھے۔ یہ جگہ نشانہ بن سکتی تھی۔ ہم اسرائیلی حملے کے لئے بہت آسان نشانہ تھے۔

کانگریس میں کچھ لوگوں نے کہا کہ عشائیہ منسوخ کردیا گیا ہے لیکن پھر یولینڈا نے یقین دلایا کہ ہر چیز ٹھیک ٹھاک ہے۔ میرے ساتھ بس میں بیٹھے ہوئے امریکی حد درجہ نروس تھے۔ عشائیے کے مقام تک پہنچتے پہنچتے سبھی بری طرح نروس تھے۔ کرہ ارض پر سب سے نچلا نقطہ ایک گرم اور مرطوب جگہ تھی اور یہ ایک دلچسپ شام تھی۔

کانگریس کے خاتمے کے اگلے روز ہم جیراش گئے۔ راستے میں مجھے اپنے سر پر ہیلی کاپٹر اڑتا نظر آیا۔ مجھے بتایا گیا کہ وہ زخمی فلسطینیوں کو اردن کے اسپتالوں میں لا رہے ہیں۔ ہم ایک فلسطینی آبادی کے پاس سے بھی گزرے جو ایک نشیبی علاقے میں واقع تھی۔ اوپر پہاڑیوں پر اردنی فوج نے ٹینکوں اور جوانوں نے اپنی پوزیشنیں سنبھال رکھی تھیں۔ ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا کہ اگر اردن میں مقیم فلسطینی سرحد کے اس پار اپنے لوگوں کی حمایت کرنے کا فیصلہ کریں تو یہ فوج ان کی شورش کو روکنے و دبانے کے لئے ہے۔

اگلے روز عدن میں ایک امریکی نیوی کی کشتی کو ڈبو دیا گیا تھا۔ اور یمن میں برطانوی سفارتخانے پر ایک کار میں بم کا دھماکہ ہوا تھا۔ عمان کی سڑکوں پر تشویش و تناؤ حد درجہ تھا اور دو ہفتوں کی چھٹیوں کا میرا منصوبہ تیزی سے غائب ہو رہا تھا بلکہ میں بہت زیادہ خوفزدہ ہوگئی تھی۔

میں نے سوچا کہ اپنے منصوبے کو منسوخ کرنے سے پہلے مجھے ہر ممکن حد تک انتظار کرنا چاہئے، لیکن خدشات و خطرات میں اضافہ ہو رہا تھا۔ میرے تمام ساتھی جا رہے تھے اس لئے میں نے محسوس کیا کہ گھر لوٹنے میں ہی عقلمندی ہے اگر میں ٹھہر بھی جاتی تو مجھے مقامی پولیس تنبیہ کرتی کہ میں عیسائیوں کے مقدس مقام، ہوٹل اور دیگر جگہیں دیکھنے نہیں جاسکتی جہاں امریکیوں کی بھیڑ رہتی ہے۔

اردن چھوڑتے وقت مجھے یہ خیال آیا کہ یہ کیا ستم ظریفی ہے کہ ایک ایسی زمین جس نے دنیا کے تین بڑے مذاہب کو جنم دیا آج خون خرابے کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ مذہب امن، برداشت اور رواداری سکھاتا ہے۔ لیکن مذہب کے نام پر کسی اور مسلک کے مقابلے میں زیادہ جنگیں لڑی گئی ہیں۔

عمان میں رہتے ہوئے میں نے مشرق وسطیٰ کے واقعات کا بہت قریب سے جائزہ لیا۔ خبروں کی سرخیوں میں ایک بحران کو بے چینی کہا جاتا پھر دوبارہ اسے بحران کا نام دے دیا جاتا امن کے شکستہ عمل کو بچانے کے لئے ایک میٹنگ قاہرہ میں ہوئی لیکن قتل و غارتگری جاری رہی۔ اور ماحولیاتی سلامتی و تحفظ اور پائیدار ترقی کا کیا ہو؟ جب تک یہ تصادم و تنازعات جاری رہیں گے ہم یہ نصب العین کس طرح حاصل کرسکتے ہیں؟ سلامتی و تحفظ اور امن کا مطلب خوف سے آزادی ہے اور جنگ میں بہتا گولیوں سے زخمی اس علاقے میں امن ایک بہت دور کا خواب ہے۔

(مہر مارکرو شیروانی شرکت گاہ کی کوآرڈی نیٹر ہیں)

پاکستان میں شیل کیرتھر نیشنل پارک میں موجود قدرتی گیس کے ذخائر کو تلاش کرنے کا خواہشمند ہے جو بہت سے نایاب پودوں اور جانوروں کا گھر ہے یہاں ساڑھے تین ہزار قبل مسیح کے آثار قدیمہ بھی پائے جاتے ہیں۔ ماحولیاتی قوانین ذخائر میں کسی بھی معدنیات کی تلاش کو ممنوع قرار دیتے ہیں لیکن 1997 میں شیل اور پریمیئر آئل کو اکٹھا ایک علاقے میں تلاش کا لائسنس دیا گیا جس میں پورا کیرتھر کا علاقہ شامل تھا اس وقت سے وہ اس قانون کو ختم کرنے کیلئے مہم چلا رہے ہیں جو اس قسم کی سرگرمیوں کی راہ میں حائل ہے شیل کے ایک ترجمان نے کہا کہ احتجاج ''تلاش اور پیداوار کے آج کے اعلیٰ معیارات کے سامنے بے معنی ہیں'' جوناتھن لیک انوائرنمنٹ ایڈیٹر سنڈے ٹائمز یو کے

بقیہ: گردوپیش کی بہتری

طالب علم جنرل پرویز مشرف کے حالیہ اعلان کردہ نئے مقامی حکومت کے منصوبے کے بارے میں علاقے کے لوگوں کو معلومات فراہم کرنے میں بھی مدد کریں گے اس طرح وہ شہری کے وزری تعلیم کے پروجیکٹ میں بھی حصہ لیں گے۔ اس سے نوجوانوں میں شہری تعلیم اور ذمہ داری کا ذوق پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔ چند ماہ قبل منصوبے کی پہلی میٹنگ کے بعد پروجیکٹ ٹیم نے ''نیبر ہوڈ کیئر'' کا دورہ کیا۔ یہ سی بی این جی او ہے اور پی ای سی ایچ ایس بلاک 2 میں کام کر رہی ہے۔ اس دورے کا مقصد طالب علموں کو گردوپیش یا محلے کی تشویش یا مسائل کے حل کے لئے شہریوں کی تحریک کے ایک عملی نمونے پر کچھ واضح سمت مہیا کرنا تھی۔ نیبر ہوڈ کیئر کے جناب ہاشمی نے ٹیم کو اپنے گردو پیش یا محلہ انتظامی پروگرام کی کارکردگی کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔ پروگرام کی جانب سے جو بنیادی خدمات فراہم کی جاتی ہیں ان میں تحفظ و سلامتی، کوڑا کرکٹ اکٹھا کرنا، سڑکوں و گلیوں میں روشنی کا انتظام اور تفریحی ترقی جیسی خدمات شامل ہیں۔ طالب علم یہ امید کرتے ہیں کہ وہ دسمبر کے آخر تک محلے کا سروے مکمل کر لیں گے اور اگلے برس فروری تک محلے کے انتظامی منصوبے کو حتمی شکل دیں گے۔ طالب علموں کے جوش و ولولے اور کام سے ہم بڑے نتائج کی توقع کر سکتے ہیں۔

PROJECT TEAM

ایکٹویٹی لیڈر

فرحان انور

ایکٹیویٹی کوآرڈینیٹر

ثمرین مرزا

سی اے ایس سپروائزر

عرشیہ اظہر بیگ

طلباء و طالبات

عقیل ستار

محمد عباس - محمد قادر

صباح گیلانی - لیلیٰ مرزا

عدنان عبدالرحمٰن - علی ملک

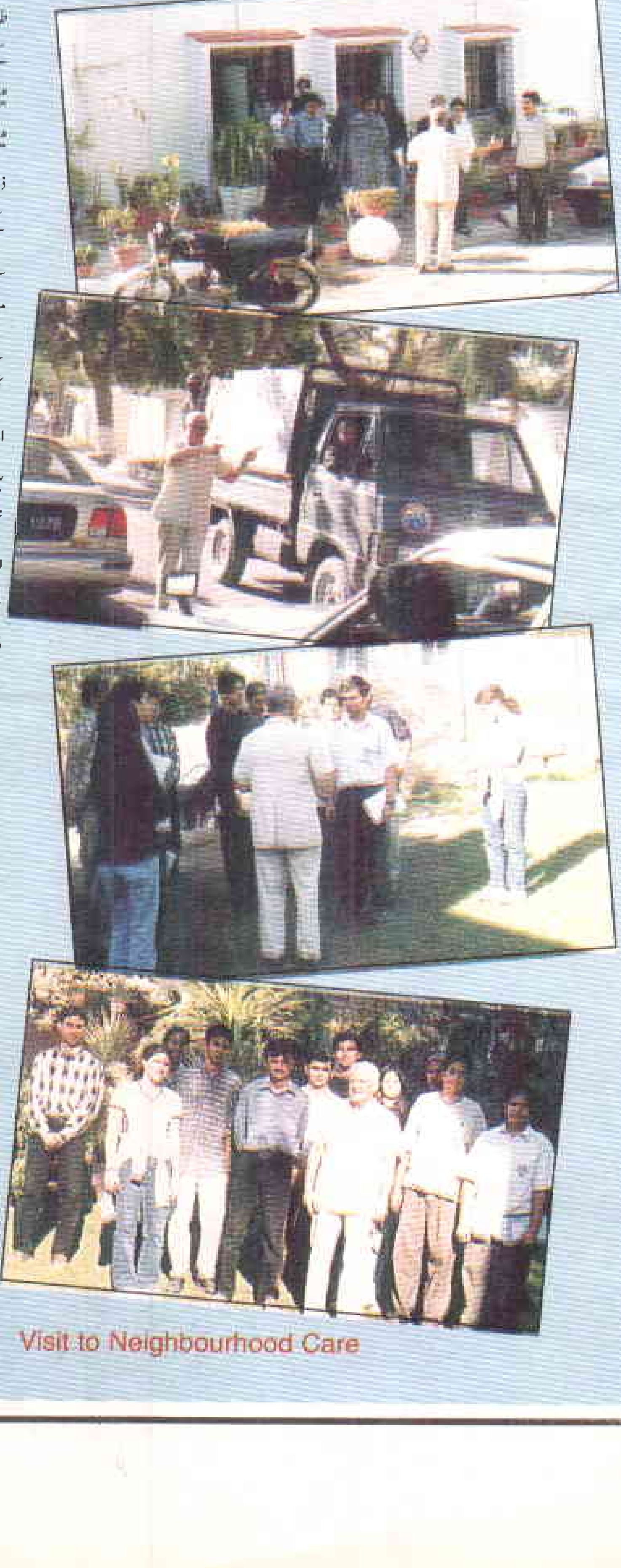

Visit to Neighbourhood Care

شہریوں کی شرکت کو متحرک کیا جائے

شھری۔ سی بی ای پاکستان نوجوان کو ایک محتاط طریقے پر ھنرمندی سے تیار کئے گئے منصوبے کے ذریعے شھری ذمہ داری کے دائرے میں لانے کی ذمہ داری کو جاری رکھے ہوئے ھے۔ اس میں کلفٹن میں واقع انٹرنیشنل اسکول کے طلباء و طالبات شریک ھیں۔ منصوبے کے ذریعے یہ ذھین و قابل نوجوان گرد و پیش کے انتظام میں سرگرمی کے ساتھ مصروف رھیں گے۔

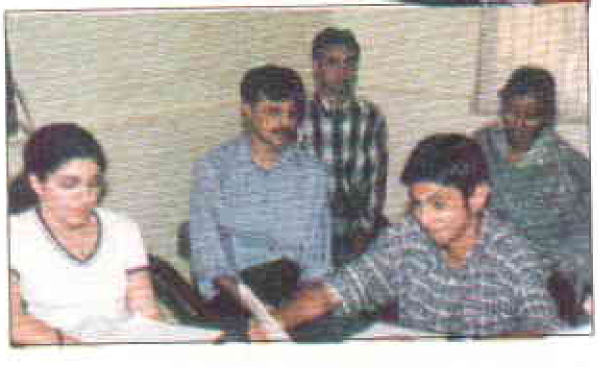

ماڈل گرد و پیش یا محلّہ انتظامی منصوبہ مستقل اور سادہ پروگرام ہے جو طالب علموں کو خود یہ معلوم کرنے کی اجازت دیتا ہے کہ پی ای سی ایچ ایس کے ایک مخصوص علاقے میں رہنے والوں کی مدد و تعاون کے ساتھ ایک صاف، محفوظ اور حسین گرد و پیش یا محلّہ کس طرح تخلیق کیا جاسکتا ہے۔ حتمی نتیجہ ایک گرد و پیش یا محلّہ منصوبہ ہے امید ہے کہ اضافی اسکولوں کی شراکت میں اسی ہاؤسنگ سوسائٹی کے دیگر محلے ہو بہو اس پر عمل کرسکیں گے۔ نئے منصوبے سے لیس علاقے میں رہائش پذیر افراد کے پاس اپنے محلے اور گرد و پیش کے مناسب انتظام میں سرگرمی سے حصہ لینے کے لئے معلومات علم اور طریقہ کار ہوگا گرد و پیش یا محلّہ پایہ تکمیل ہے اس لئے کمیونٹی سے فیضیاب ہوگی۔

انٹرنیشنل اسکول کے ساتھ ہمارے تعاون نے تین مقاصد پورے کئے ہیں طالب علموں نے اپنی ضرورت کو پورا کیا۔ شہری نے نوجوانوں کو شہری خدمات میں مصروف کیا اور کمیونٹی کو پایہ تکمیل گرد و پیش یا محلّہ منصوبے سے فائدہ پہنچا۔

طالب علموں کو اسی این جی اوز سے ملنے کے بعد کام کے میدان میں پوری طرح علم حاصل ہوگا جو اس وقت کامیاب کمیونٹی منصوبوں میں مصروف ہیں۔ کمیونٹی کی ضرورتوں کا سروے اپنے مخصوص محلوں میں کر رہی ہیں۔ سروے کے نتائج کا تجزیہ کرکے علاقے کے رہائش پذیر افراد کے سامنے پیش کر رہی ہیں۔ طالب علم اور علاقے کے رہائشی افراد مل جل کر ترجیحات کی شناخت کریں گی اور ان کے حصول کے لئے حکمت عملیاں مرتب کریں گے۔ طالب علم سرکاری اداروں کے ساتھ بھی مانوس ہوں گے تاکہ بلدیاتی خدمات کو مہیا کرنے میں ادارے کی ذمہ داریوں کو بھی منصوبے میں شامل کیا جائے۔ شہری اس تمام باہمی عمل میں سہولت و آسانی فراہم کرے گا اس منصوبے کے لئے طالب علم ایک ویب سائٹ بھی ڈیزائن اور دیکھ بھال کریں گے تاکہ ٹیم کے تمام اراکین اپنی اپنی کارکردگی و ترقی سے مطلع رہیں اور رہائشی افراد اور عام لوگ بھی ان کے نتائج و تجربات تک پہنچ سکیں۔

(باقی صفحہ 23 پر)